ماہنامہ

التحقیقات

(ربیع الآخر کا شمارہ)

 نماز غوثیہ اور مشکلات کا حل

 غوث اعظم کی بہترین نصیحت

 غوث اعظم کی عبادت وریاضت اور ہماری حالت

 غوث اعظم کے متعلق کچھ بے اصل روایات

 وقت کی اہمیت قرآن وسنت کی روشنی میں

 غیر اللہ سے مدد مانگنا

 غوث پاک کی کرامات

 عورتوں میں افضل کون ؟

دار التحقیق انٹرنیشنل
DARUT TAHQIQAT INTERNATIONAL

A PRESENTATION BY
DARUT TAHQIQAT INTERNATIONAL
& SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

ماہنامہ

التحقیقات

(ربیع الآخر1444ھ)

مُدیر:
ابوحنین سید ثقلین صاحب

معاون ماہنامہ التحقیقات:
محمد سلیم رضوی، ابوالبیان القادری، منیر اشرفی،
دانیال سہیل عطاری، علی عمران عطاری

ناشر:
صابیا ورچوئل پبلیکیشن

IJMALI FEHRIST

CONTENTS

(اس فہرست میں کسی بھی عنوان پر فقط ایک کلک کرنے سے آپ متعلقہ صفحے پر جا سکتے ہیں۔)

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں

مختلف ممالک سے کئی لکھنے والے ہمیں اپنا سرمایہ ارسال فرمارہے ہیں جنھیں ہم شائع کر رہے ہیں۔ ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے۔ دوسری جانب اکابرین اہل سنت کی جو کتابیں شائع کی جارہی ہیں تو ان کے متعلق کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں۔ پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی غلطیوں کی تو جو کتابیں **"ٹیم عبد مصطفی آفیشل"** کی پیشکش ہوتی ہیں ان کے لیے ہم ذمہ دار ہیں اور وہ کتابیں جو ہمیں مختلف ذرائع سے موصول ہوتی ہیں، ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے اور ہمارا کردار بس ایک ناشر کا ہوتا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ کئی کتابوں میں ایسی باتیں بھی ہوں کہ جن سے ہم اتفاق نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت بھی ہو سکتی ہے کہ تحقیق سے جس کا جھوٹا ہونا اب ثابت ہو چکا ہے لیکن اسے لکھنے والے نے عدم توجہ کی بنا پر نقل کر دیا یا کسی اور وجہ سے وہ کتاب میں آگئی جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کئی وجوہات کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ تو جیسا ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ ہم اسے شائع کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں۔

ایک مثال اور ہم اہل سنت کے مابین اختلافی مسائل کی پیش کرنا چاہتے ہیں کہ کئی مسائل ایسے ہیں جن میں علمائے اہل سنت کا اختلاف ہے اور کسی ایک عمل کو کوئی حرام کہتا ہے تو دوسرا اس کے جواز کا قائل ہے۔ ایسے میں جب ہم ایک ناشر کا کردار ادا کر رہے ہیں تو دونوں کی کتابوں کو شائع کرنا ہمارا کام ہے لیکن ہمارا موقف کیا ہے، یہ ایک الگ بات ہے۔ ہم فریقین کی کتابوں کو اس بنیاد پر شائع کر سکتے ہیں کہ دونوں اہل سنت سے ہیں اور یہ اختلافات فروعی ہیں۔ اسی طرح ہم نے لفظی اور املائی غلطیوں کا ذکر کیا تھا جس میں تھوڑی تفصیل یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کئی الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے تلفظ اور املا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی کچھ ایسی ہی صورت بنے گی کہ ہم اگرچہ کسی ایک طریقے کی صحت کے قائل ہوں لیکن اس کے خلاف بھی ہماری اشاعت میں موجود ہوگا۔ اس فرق کو بیان کرنا ضروری تھا تاکہ قارئین میں سے کسی کو شبہ نہ رہے۔

ٹیم عبد مصطفی آفیشل کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جا سکے۔

صابیا ورچوئل پبلیکیشن

POWERED BY
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

دارالتحقیقات انٹرنیشنل تعارف واہداف:

دار التحقیقات انٹرنیشنل علاقائی لسانی اور عصبی خیالات سے مبرا خالصتہ مذہبی اور اسلامی ٹیم ہے، جس کا مقصود بطورِ خاص تحریر اور تصنیف کے ذریعے تبلیغِ دین کرنا ہے، تحریر و تصنیف کی اہمیت و ضرورت سے کسے انکار؟ کہ علم جو کہ مردہ قوموں کو زندگی دیتا اور بے مروت لوگوں کو جینے کا ڈھنگ سکھاتا ہے، اس علم کو محفوظ کرنے کا بہترین ذریعہ تحریر و تصنیف ہے لیکن۔۔۔ افسوس تحریر و تصنیف کا سلسلہ بھی قدرے ماند پڑتا جارہا ہے، ولہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ نسلِ نو کو تحریری ذہن دیا جائے، الحمد للہ عزوجل

دارالتحقیقات کا ایک بنیادی مقصد:

مختلف ممالک کے علمائے کرام اور محررین حضرات کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کرنا جس کے ذریعے اچھے پیمانہ پر اسلام کی خوب صورت تعلیمات لوگوں تک پہنچ سکیں،

دارالتحقیقات انٹرنیشنل کے اہداف:

دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے بالخصوص اور اسلام سے تعلق رکھنے والوں کے لئے بالعموم دینی کتب کا آسان اور جدید انداز میں ترجمہ، وتشریح کرنا، سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارمز پر دروس و خطابات کے ذریعے دنیا کے مختلف ممالک کے لوگوں تک تعلیماتِ اسلام پہنچانا، دنیا بھر میں اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کی روک تھام کے لئے لائحہ عمل کی تیاری اور اس کے نفاذ کے لئے کوشاں رہنا،

علماء وطلبا سے گزارش:

علمائے کرام و طلبائے عظام سے التماس ہے کہ ہمارے دست و بازو بنیں، اپنی تحریری صلاحیتوں کے ذریعے دینِ متین کی خدمت کریں،

اخوکم عبدالمصطفیٰ سعدی الازہری (جامعۃ الازہر مصر)
رکن دارالتحقیقات انٹرنیشنل

غوث اعظم کے متعلق کچھ بے اصل روایات

از: **عبد مصطفی** (محمد صابر قادری)

غوث اعظم، حضرت سیدنا شیخ عبد القادری جیلانی رحمہ اللہ تعالی کے حوالے سے کثرت سے ایسی روایات بیان کی جاتی ہیں جو جھوٹی اور منگھڑت ہیں۔ یہاں کچھ روایات کی تحقیق بیان کی گئی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

حضور غوث پاک اور دھوبی کا جھوٹا واقعہ

بیان کیا جاتا ہے کہ حضور غوث پاک علیہ الرحمہ کا ایک دھوبی تھا، جب اس کا انتقال ہوا تو قبر میں فرشتوں نے اس سے سوال کیے جیسا کہ سب سے کرتے ہیں۔ اس نے ہر سوال کے جواب میں کہا کہ "میں غوث پاک کا دھوبی ہوں" اور اسے بخش دیا گیا۔

اس روایت کے متعلق فقیہ ملت، حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ روایت بے اصل ہے۔ اس کا بیان کرنا درست نہیں لہذا جس نے اسے بیان کیا وہ اس سے رجوع کرے اور آئندہ اس روایت کے نہ بیان کرنے کا عہد کرے، اگر وہ ایسا نہ کرے تو کسی معتمد کتاب سے اس روایت کو ثابت کرے۔

(انظر: فتاوی فقیہ ملت، کتاب الشتی، ج2، ص411)

شارح بخاری، حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ حکایت نہ میں نے کسی کتاب میں دیکھی ہے اور نہ کسی سے سنی ہے۔ احادیث میں تصریح ہے کہ اگر (مرنے والا) مومن ہوتا ہے تو قبر کے تینوں بنیادی سوالوں کا جواب دے دیتا ہے، منافق یا کافر ہوتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ ہائے ہائے میں نہیں جانتا لہذا یہ روایت حدیث کے خلاف ہے مگر یہ بات حق ہے کہ حضرات اولیاے کرام، ائمۂ دین، بزرگان دین اپنے مریدین، معتقدین اور متعلقین کی قبروں میں نکیرین کے سوالات کے وقت تشریف لاتے ہیں اور جواب میں آسانی پیدا کرتے ہیں۔

(ملخصًا و ملتقطاً: فتاوی شارح بخاری، کتاب العقائد، ج2، ص125، ط دائرۃ البرکات گھوسی، س1433ھ)

مفتی اعظم ہالینڈ، حضرت علامہ مفتی عبد الواجد قادری رحمہ اللہ مذکورہ روایت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ غالبًا یہی واقعہ یا اس کے مثل "تفریح الخاطر" میں ہے لیکن اس کے بیان میں تحقیق ضروری ہے۔ یوں ہی مبہم طور پر بلا توضیح کے بیان کرنا خلاف احتیاط ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

(انظر: فتاوی یورپ، کتاب الصلوۃ، ص220)

حضرت مولانا محمد اجمل عطاری صاحب اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فقیہ ملت کا قول بیان کرتے ہیں کہ روایت مذکورہ بے اصل ہے۔ اس کا بیان کرنا درست نہیں لہذا جس نے اسے بیان کیا وہ اس سے رجوع کرے.... الخ

(انظر: امام الاولیاء، ص70، ط مکتبہ اعلی حضرت لاہور، س1433ھ)

تفریح الخاطر میں ایک جھوٹی روایت

مشہور کتاب "تفریح الخاطر" میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی نسبت سے یہ روایت داخل ہے کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک خادم فوت ہو گیا۔ اس کی بیوی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آہ وزاری کرنے لگی۔ اس نے آپ سے اپنے شوہر کو زندہ کرنے کی التجا کی۔ آپ نے علم باطن سے دیکھا کہ ملک الموت اس دن قبض کی گئی تمام روحوں کو لے کر آسمان پر جا رہے ہیں۔ آپ نے اسے روکا اور کہا کہ میرے خادم کی روح واپس کر دو تو ملک الموت نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ میں نے یہ روحیں اللہ تعالی کے حکم سے قبض کی ہیں۔

جب ملک الموت نے روح واپس نہیں کی تو آپ نے اس سے روحوں کی ٹوکری (جس میں اس دن قبض کی گئی تمام روحیں تھیں، وہ) چھین لی! اس سے ہوا یہ کہ جتنی روحیں تھیں وہ سب اپنے اپنے جسموں میں واپس چلی گئیں۔
ملک الموت نے اللہ تعالی کے حضور عرض کی: مولا تُو تو جانتا ہے جو تکرار آج میرے اور عبد القادر کے درمیان ہوئی، اس نے تمام ارواح چھین لیں۔
اس پر اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اے ملک الموت بے شک عبد القادر میرا محبوب ہے۔ تو نے اس کے خادم کی روح کو واپس کیوں نہیں کیا؟ اگر ایک روح کو واپس کر دیتے تو اتنی روحیں اپنے ہاتھوں سے دے کر پریشان نہ ہوتے۔
(ملخصًا: تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر، المنقبۃ الثامنۃ، ص68، ط قادری رضوی کتب خانہ لاہور)

اسی روایت کے بارے میں امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا، بس فرق اتنا ہے کہ یہاں خادم کی بیوی کا ذکر ہے اور سوال میں خادم کے بیٹے کا۔ سوال میں یہ اضافہ بھی ہے کہ جب ملک الموت نے روح واپس کرنے سے انکار کیا تو حضور غوث پاک نے انھیں ایک تھپڑ مارا جس کی وجہ سے ملک الموت کی آنکھ باہر نکل گئی!

اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ یہ روایت ابلیس کی گھڑی ہوئی ہے اور اس کا پڑھنا اور سننا دونوں حرام! احمق، جاہل، بے ادب یہ سمجھتا ہے کہ (اس روایت کو بیان کر کے) حضرت غوث اعظم کی تعظیم کرتا ہے حالانکہ وہ حضور کی سخت توہین کر رہا ہے۔
(انظر: فتاوی رضویہ، ج29، ص630، ط رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کیا حضور غوث پاک اور سرکار غریب نواز کی ملاقات ہوئی؟

چند غیر معتبر کتابوں میں اس طرح کے واقعات درج ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور غوث اعظم اور سرکار غریب نواز اجمیری علیہم الرحمہ کی ملاقات ہوئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دونوں بزرگوں کی ملاقات ثابت نہیں۔ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے شارح بخاری، حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:
اس پر سارے مؤرخین کا اتفاق ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا وصال 561ھ میں ہوا ہے، اس پر بھی قریب قریب اتفاق ہے کہ حضرت غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت 537ھ میں ہوئی اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ حضرت غریب نواز نے 15 سال کی عمر سے علم ظاہری کے حصول کے لیے سفر کیا۔ ایک مدت تک آپ سمرقند و بخارا میں علم حاصل کرتے رہے۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد مرشد کی تلاش میں نکلے پھر بیس سال تک مرشد کی خدمت میں حاضر رہے۔ بیس سال کے بعد خلافت سے سرفراز فرمائے گئے پھر مدینۂ منورہ میں حاضر ہوئے اور سرکار اعظم ﷺ نے ہندستان کی ولایت عطا فرمائی۔

اب حساب لگائیں کہ 15 سال کی عمر تک حضرت غریب نواز اپنے وطن میں رہے اور بیس سال تک علم ظاہر طلب فرماتے رہے تو یہ (15+20) 35 سال ہو گئے۔ 537ھ میں ولادت ہوئی، 35 سال تک علم ظاہر کی طلب میں رہے (537+35) یعنی 572ھ میں آپ نے عراق کا رخ کیا جب کہ سرکار غوث اعظم کا وصال 561ھ میں ہو چکا تھا یعنی حضرت خواجہ اجمیری نے جب عراق کا رخ کیا اس سے 11 سال پہلے حضور غوث پاک کا وصال ہو چکا تھا پھر ملاقات کیسے ہوئی؟

(ملخصاً وملتقطاً: فتاوی شارح بخاری، ج2، ص128 تا 131، ط دائرۃ البرکات گھوسی، س1433ھ)
مذکورہ تفصیل سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ سرکار غوث اعظم اور سرکار غریب نواز اجمیری علیہم الرحمہ کی ملاقات ثابت نہیں۔

بارہ سال پہلے ڈوبی ہوئی بارات

چند کتابوں میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی ایک کرامت کا ذکر ملتا ہے کہ آپ نے بارہ سال پہلے ڈوبی ہوئی بارات کو واپس نکال دیا۔ یہ روایت عوام و خواص میں بہت مشہور ہے لہذا مکمل واقعہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

اس روایت پر گفتگو کرتے ہوئے خلیفۂ اعلی حضرت، حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی کرامات درجۂ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں جیسا کہ امام یافعی نے لکھا ہے کہ "آپ کی کرامات متواتر یا تواتر کے قریب ہیں اور علما کے اتفاق سے یہ امر معلوم ہے کہ آپ کی مانند کرامات کا ظہور آپ کے بغیر آفاق کے مشائخ میں سے کسی سے نہیں ہوا" مگر یہ بارات والی روایت کسی معتبر نے نہیں لکھی لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اس درجے کے نہ تھے۔ اکثر میلاد خواں (مقررین) واقف نہ ہونے کی وجہ سے مہمل روایات اولیا و انبیا کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ یہاں غلط ہے تو بھی ان کی تعریف پوری ہم نے کر دی۔ یہ ثواب کی توقع بھی کرتے ہیں، خیر خدا ان پر رحم کرے۔

ہزاروں کرامات اولیاءاللہ سے اور اصحاب رسول علیہ السلام سے ظاہر نہ ہوئیں تو کیا جھوٹی روایت گھ دینے سے ان کا رتبہ بڑھ جائے گا؟ ہرگز نہیں؛ اصحاب رسول تمام غوث و قطب و اولیا سے افضل ہیں اور تحقیق سے ثابت ہے کہ اولیاءاللہ کی کرامات اکثر اصحاب سے زیادہ ہیں۔ بہر حال یہ روایت کسی معتبر نے نہیں لکھی ہے اور امکان عقلی سے کوئی امر یقینی نہیں ہو سکتی۔

ہاں جو شخص منکر کرامات غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ہے وہ خطا کار ہو گیا کیوں کہ تواتر سے ثابت ہے۔ (ملخصاً: فتاوی دیداریہ، ص45)

امام اہل سنت، اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ سے جب اس روایت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگرچہ یہ روایت نظر سے کسی کتاب میں نہ گزری مگر زبان پر مشہور ہے اور اس میں کوئی امر خلاف شرع نہیں لہذا اس کا انکار نہ کیا جائے۔
(انظر: فتاوی رضویہ، ج29، ص630، ط رضا فاؤنڈیشن لاہور)

معلوم ہوا کہ اس روایت کا کوئی معتبر و مستند ماخذ موجود نہیں اور ایک پہلو یہ ہے کہ بہ قول امام اہل سنت اس روایت کا انکار بھی نہ کیا جائے لیکن پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ زیادہ مناسب یہی ہے کہ ایسی روایات کو بیان کرنے سے پرہیز کیا جائے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل بیان کرنے کے لیے دیگر صحیح روایات کو شامل بیان کیا جائے۔

میرا مرید جنت میں

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے مریدین کے لیے جو بشارتیں ارشاد فرمائی ہیں کہ میرا مرید بغیر توبہ کے نہ مرے گا اور میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں وغیرہ، اِن کو بیان کرتے ہوئے اعتدال کو ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ ہمارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ عوام الناس کے سامنے یہ یا اس طرح کی باتوں کو اس انداز میں پیش نہ کیا جائے جس سے وہ میدان عمل میں ہتھیار ڈال دیں اور اسی امید پر نیک کاموں کو ترک کر دیں کہ ہمارے لیے تو جنت کی بشارت رکھی ہوئی ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ان بشارتوں کو

چھپایا جائے اور صرف خوف پیدا کرنے کے لیے ایسا طرز اپنایا جائے کہ ایک عام آدمی یہ سمجھ بیٹھے کہ اب تو ہمارا کچھ ہو ہی نہیں سکتا اور جہنّم ہمارے لیے تیار ہے۔ مختصر یہ کہ خوف و امید کے درمیان رہا جائے۔

امام فقیہ ابواللیث نصر سمرقندی حنفی علیہ الرحمہ اسی امر کی بابت لکھتے ہیں کہ واعظ (مقرر) خوف اور امید دونوں کو اپنا موضوعِ سخن بنائے۔ صرف خوف یا صرف امید کے موضوع پر بیان نہ کرے؛ کیوں کہ ایسا کرنا ممنوع ہے۔

(انظر: بستان العارفین للسمرقندی، ص58)

جا تجھے سات بیٹے ہوں گے

حضرت سیدنا غوث اعظم کی کرامت بتا کر یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک عورت آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: یا حضرت مجھے بیٹا دو! آپ نے فرمایا کہ لوح محفوظ میں تیری قسمت میں بیٹا نہیں ہے۔

عورت نے کہا: اگر لوح محفوظ میں ہوتا تو آپ کے پاس کیوں آتی؟

آپ نے اللہ تعالی سے عرض کیا کہ یا خدا تو اس عورت کو ایک بیٹا دے دے، جواب آیا کہ لوح محفوظ میں نہیں۔ عرض کیا کہ دو بیٹے دے، حکم ہوا کہ جب ایک نہیں تو دو کہاں سے دوں؟

عرض کیا کہ تین بیٹے دے، ارشاد ہوا کہ ایک بھی نہیں تو تین کہاں سے دوں، اس کی تقدیر میں بالکل نہیں!

جب وہ عورت ناامید ہو گئی تو غوث اعظم نے غصے میں آکر اپنے دروازے کی خاک سے تعویذ بنا کر دے دی اور کہا کہ جا! تیرے سات لڑکے ہوں گے۔ وہ عورت خوش ہو کر چلی گئی اور اس کے سات لڑکے ہوئے۔

اس روایت کے متعلق حضرت علامہ مفتی شاہ محمد اجمل قادری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ کسی معتبر و مستند کتاب میں نظر سے نہ گزرا اور بہ ظاہر بے اصل اور لغو معلوم ہوتا ہے، ان سے احتراز کرنا چاہیے اور "بهجة الاسرار" سے حضرت کی کرامات بیان کرنی چاہییں۔

(ملخصًا: فتاوی اجملیہ، کتاب الحظر والاباحۃ، ج4، ص9)

حضور غوث پاک کا خواب

امام اہل سنت، اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا یہ روایت صحیح ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ نے خواب دیکھا کہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میرا مذہب ضعیف ہوا جاتا ہے لہذا (اے عبد القادر) تم میرے مذہب میں آ جاؤ، میرے مذہب میں آنے سے میرے مذہب کو تقویت ہو جائے گی، اس لیے حضرت غوث پاک حنفی سے حنبلی ہو گئے؟

اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب میں فرمایا کہ یہ روایت صحیح نہیں۔ حضور غوث پاک ہمیشہ سے حنبلی تھے اور بعد کو جب عین الشریعۃ الکبری تک پہنچ کر منصب اجتہاد مطلق حاصل ہوا تو مذہب حنبل کو کمزور ہوتا ہوا دیکھ اس کے مطابق فتوی دیا کہ حضور محی الدین اور دین متین کے یہ چاروں ستون ہیں، لوگوں کی طرف سے جس ستون میں ضعف آتا دیکھا اس کی تقویت فرمائی۔

(فتاوی رضویہ، ج26، ص433، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کیا غوثِ اعظم کھیل کھیل میں بچّے زندہ کرتے تھے؟

ایک روایت تقریروں میں بیان کی جاتی ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بچپن میں جب بچوں کے ساتھ کھیلتے تو یوں کرتے کہ بچوں کو زمین پر لٹا دیا کرتے پھر انھیں مُردہ بتلا کر لفظِ "قُم بِاِذنِ الله" (یعنی اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا) کہ کر زندہ کر دیا کرتے

تھے۔

اِنھی دنوں ایک عورت کے بچّے کا انتقال ہو گیا تو اُسے کسی نے کہا کہ اِسے بغداد لے جاؤ وہاں عبد القادر نامی ایک بچّہ ہے جو مُردے زندہ کر دیا کرتا ہے۔

وہ بغداد آئی اور اپنے بچّے کو زندہ بچوں کی صف میں لٹا دیا تو حضور غوثِ اعظم نے "قُم بِاذن اللہ" کہہ کر ٹھوکر ماری تو سارے بچّے کھڑے ہو گئے، پر وہ کھڑا نہ ہوا۔

یہ دیکھ کر حضور غوثِ اعظم نے اُسے "قُم بِاذنی" (یعنی میرے حکم سے کھڑا ہو) کہا تو وہ زندہ ہو گیا۔ بعض لوگ اس واقعے کی نسبت شمس تبریز کی طرف کرتے ہیں۔

اس روایت کے بارے میں حضور تاج الشریعہ، علامہ مفتی اختر رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ واقعے کی نسبت غوثِ پاک کی طرف ہو یا شمس تبریز کی جانب، امام (جس نے اِسے بیان کیا اُس) پر ثبوت دینا بہر حال لازم، اگر ثبوت دے تو خیر ورنہ بے توبہ و رجوع (جب تک توبہ و رجوع نہ کرے) اُسے امام بنانا گناہ۔

واللہ اعلم

(فتاویٰ تاج الشریعہ، جلد 4، صفحہ 106)

غوث پاک نے کہا کہ "میں اللہ"۔ ایک روایت

کہا جاتا ہے کہ ایک بار غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ذکر کر رہے تھے اور ان کے مریدین بھی شامل تھے۔ غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ بالکل مستغرق ہو گئے اور زبان پاک سے کہنے لگے "میں اللہ، میں اللہ"

ذکر کے بعد لوگوں نے پوچھا کہ حضرت آپ میں اللہ کہہ رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ اگر اب میں آئندہ ایسا کروں تو آپ لوگ مجھے قتل کر دیں، دوبارہ ذکر ہوا تو پھر آپ نے وہی الفاظ کہے تو لوگوں نے تلوار اٹھا کر مارنا شروع کیا تو الٹا ان لوگوں کے سر میں وار لگ رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ ہوش میں آئے دیکھتے ہیں کہ سب جگہ خون ہی خون ہے کسی کا ہاتھ کٹا ہے تو کسی کا پیر کٹا ہے تو کسی کا بدن لہولہان ہے تو غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ نے دعا کی اور سب صحیح و سالم ہو گئے۔

اس واقعے کے متعلق حضور تاج الشریعہ، علامہ مفتی اختر رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں کہ:

یہ واقعہ میری نظر سے نہ گزرا اور اس کی نسبت سرکار غوث پاک کی طرف صواب سے دور معلوم ہوتی ہے۔ (یعنی اس کی نسبت حضور غوث پاک کی طرف اچھی نہیں) واللہ تعالی اعلم

(فتاوی تاج الشریعہ، ج3، ص230)

ایسے واقعات بیان کرنے والوں کو چاہیے کہ معتبر حوالہ بھی پیش کریں جو کہ مقررین کے پاس ہوتا نہیں۔

اور اس طرح کے واقعات اگر کسی معتبر کتاب میں مل بھی جائے تو اس طرح بیان کرنا مناسب نہیں بلکہ تشریح اور توضیح کے ساتھ بیان کیا جائے ورنہ یہ غیروں کو اعتراض کرنے کا ایک موقعہ دینے جیسا ہو گا۔

غوث اعظم اور ایک پرندہ

آج ایک مقرر کو سننا ہوا جو یہ واقعہ بیان کر رہے تھے کہ غوث اعظم تقریر فرما رہے تھے کہ ایک پرندہ محفل کے قریب سے آوازیں کرتا ہوا گزرا، حاضرین کی توجہ ادھر چلی گئی تو غوث اعظم کو یہ بات پسند نہیں آئی، آپ نے کہا کہ یہ جو بھی (پرندہ) ہے وہ ہلاک ہو۔ اتنا کہنا تھا کہ اللہ تعالی کے حکم سے وہ پرندہ زمین پر گر پڑا، جب اسے دیکھا گیا تو وہ مر چکا تھا۔

حاضرین نے کہا کہ یہ تو مر چکا ہے تو غوث اعظم کہنے لگے کہ میرا مقصد اسے مارنا نہیں تھا، میں نے جو جملہ کہا تھا کہ یہ ہلاک ہو جائے تو اس سے مراد اسے مارنا نہیں تھا، یہ کہتے ہوئے آپ نے اسے اپنے پیر سے ٹھوکر ماری اور وہ زندہ ہو کر اڑ گیا!

نہ جانے ہمارے مقررین کو یہ روایتیں کن کتابوں میں مل جاتی ہے! بنا سوچے سمجھے کچھ بھی بیان کرنے لگتے ہیں۔ اب ذرا بتائیے کہ کیا غوث اعظم کی مراد کو اللہ تعالی کی ذات بھی نہیں پہنچ سکتی؟ اس واقعے سے اور کیا سمجھ آتا ہے؟ ایسی روایت اگر کسی کتاب میں ہے بھی تو پہلے دیکھنا ہو گا کہ وہ مستند ہے یا نہیں کیوں کہ حضور غوث اعظم کی سیرت کے نام پر بہت سی غیر معتبر کتابیں بازاروں میں موجود ہیں جن میں جھوٹی روایات بھری پڑی ہیں اور اگر کسی معتبر کتاب میں یہ واقعہ موجود بھی ہے تو یہ دیکھنا ہو گا کہ وہاں یہ روایت کن الفاظ کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کتابوں میں کچھ ہوتا ہے اور بیان کرنے والے اسے اس طرح بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں کہ اس کی شکل و صورت بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ ہمیں ضرورت ہے کہ ان معاملات میں بیداری کا ثبوت پیش کریں۔ ایسے مقررین کی وجہ سے اہل سنت کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی عبادت وریاضت اور ہماری حالت

از: محمد ثقلین عبدالرحمٰن ترابی نوری غفرلہ

ماہِ رَبِیْعُ الاٰخِر کی گیارہویں تاریخ کو قُطبِ ربّانی، محبوبِ سبحانی، غوثِ صَمدانی، قِنْدِیلِ نُورانی، شہبازِ لامکانی سیّدُ الاَتقِیاء، غوثِ اعظم، حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے خاص نسبت ہے، اس لیے دنیا بھر میں عاشقانِ غوثُ و رضا بڑی گیارہویں شریف بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مقام اولیاء میں ایسا ہی ہے جیسے سرکارِ دو عالم، نبی مکرم، شفیعِ اُمم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا انبیاء میں ہے، کسی نے خوب کہا ہے:

"غوثِ اعظم در میان اولیاء،
چوں محمد در میان انبیاء"
(رضی اللہ عنہ، صلی اللہ علیہ وسلم)

اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ پاک کے نیک بندے خوفِ خدا، کثرتِ عبادت، جذبۂ اصلاحِ امت، فکرِ آخرت، حسنِ اخلاق، زہد و تقویٰ، عاجزی و انکساری، اتباعِ شریعت، عفو و درگزر، صبر و شکر، محبتِ الٰہی، محاسبۂ نفس اور مخالفتِ شیطان سمیت کئی اوصافِ حمیدہ کے پیکر ہوتے ہیں، ان تمام اوصاف پر کلام کرنے کے لیے کئی صفحات درکار ہیں، ہمارا موضوع "غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی عبادت و ریاضت اور ہماری حالت" ہے۔

غوث پاک اور کثرتِ عبادت:

حضرت شیخ محمد بن اَبُوالْفَتح ہَرَوِی رَحْمَۃُ اللّٰہ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں کچھ راتیں حضور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللّٰہ عَلَیْہ کی خدمت میں رہا۔ ان راتوں میں آپ کا یہ معمول میں نے دیکھا کہ تہائی رات تک نفل پڑھتے اور پھر ذِکر و اَذکار میں مصروف ہوجاتے، پھر کچھ اوراد و وظائف پڑھتے، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کبھی آپ کا جسم کمزور (Weak) ہوجاتا، کبھی صحت مند، کسی وقت میری نگاہوں سے غائب ہوجاتے، پھر تھوڑی دیر بعد آجاتے اور قرآنِ کریم پڑھتے، یہاں تک کہ رات کا دوسرا حصہ گزر جاتا، سجدے بہت طویل کرتے، اپنے چہرے کو زمین پر رکھتے، تہجد ادا فرماتے اور مراقبہ و مشاہدہ میں طلوعِ فجر تک بیٹھے رہتے، پھر نہایت عجز و نیاز اور خشوع سے دعا مانگتے، اس وقت آپ کو ایسا نُور ڈھانپ لیتا کہ نظروں سے غائب ہوجاتے، یہاں تک کہ نمازِ فجر کے لیے درِ دولت سے باہر نکلتے۔

عشاء کے وضو سے فجر کی نماز:

غوثِ پاک رضی اللہ عنہ نے چالیس سال اس حال میں گزارے کہ آپ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرماتے۔

نوافل سے محبت:

آپ کا معمول یہ بھی تھا کہ جب وُضو ٹوٹ جاتا تو فوراً وُضو فرما لیتے اور وُضو کرکے دو رکعت تَحِیَّۃُ الْوُضو ادا فرماتے۔ اکثر ایک تہائی رات میں دو رکعت نفل ادا کرتے ہر رکعت میں سُوْرَۃُ الرَّحْمٰن یا سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّل کی تلاوت کرتے، اگر "سُورۃُ الاخلاص" پڑھتے تو اُس کی تعداد سو بار سے کم نہ ہوتی۔

منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ روزانہ ایک ہزار رکعت نفل ادا فرماتے تھے۔

پندرہ سال تک ہر رات میں ختمِ قرآنِ مجید:

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ بہت زیادہ عبادت و ریاضت اور قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے،

منقول ہے کہ سیدی غوث الثقلین رضی اللہ عنہ پندرہ سال تک رات بھر میں ایک قرآن مجید کاختم کیا کرتے رہے۔
اگر بتقاضائے بشریت سونا ضروری ہوتا تو اول شب میں تھوڑا سا سوجاتے پھر جلد ہی اٹھ کر عبادت الٰہی میں مشغول ہوجاتے، غرض آپ کی راتیں مراقبہ، مشاہدہ اور یادِ الٰہی میں گزرتی تھیں، نیند آپ سے کوسوں دور رہتی تھی۔ خود فرماتے ہیں کہ مجھے دردِ عشق نیند سے مانع ہے، رات کے وقت کبھی دولت کدہ سے باہر تشریف نہ لاتے، خواہ خلیفہ ہی ملاقات کے لیے کیوں نہ حاضر ہوتا۔ روزے نہایت کثرت سے رکھتے تھے (آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق ملتا ہے کہ آپ نے پیدا ہوتے ہی روزہ رکھا)
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"غوثِ اعظم متقی ہر آن میں،
چھوڑا ماں کا دودھ بھی رمضان میں"

بعض اوقات درختوں کے پتوں، جنگلی بوٹیوں اور گری پڑی مباح چیزوں سے روزہ افطار فرماتے۔ غرض قَائِمُ اللَّيْل اور صَائِمُ النَّهَار رہنا (یعنی رات کو بیدار رہنا اور دن کو روزے رکھنا) آپ کی عادت بن چکی تھی۔
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"غوثِ اعظم امامُ التُّقٰی وَالنُّقٰی,
جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام"

سیدی غوثِ پاک اور ہمارا کردار:

قارئین کرام! غور کیجئے ایک طرف تو ہمارے سامنے سرکارِ غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی مقدس حیات ہے جبکہ دوسری طرف ہم اپنے حال پر بھی نظر کریں۔
☆ غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا معمول تھا کہ دن و رات عبادت میں گزارا کرتے جبکہ ہم اپنی زندگیاں نہ جانے کن کن فُضول کاموں میں برباد کر رہے ہیں،
☆ غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بہت بڑے ولی اللہ ہونے کے باوجود آخری عمر تک عبادت کرنے اور نیکیاں کمانے میں مصروف رہے، جبکہ ہم میں ایسے بھی ہیں جو اپنی ساری زندگی غفلت میں گُزار کر بُڑھاپے میں بھی نیکیوں کی طرف مائل نہیں ہورہے،
☆ غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے ساری زندگی اپنے نانا جان رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سنتوں کی اتباع میں گزاری جبکہ ہم نِت نئے فیشن اور دنیا کی رنگینیوں میں مگن ہیں۔
الغرض! ہمارا حال یہ ہوگیا ہے کہ ہم نے زندگی کو کھیل کود سمجھ لیا ہے اور اپنے اَسلاف کے طریقے سے بہت دور ہوگئے ہیں، ہمیں چاہیے کہ آج میسر آنے والی ان چند سانسوں کو غنیمت جانیں اور خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر عبادت میں زندگی گزاریں۔
اللہ تعالیٰ ہمیں غوث پاک رضی اللہ عنہ کے صدقے نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔
آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

ماخوذ از: بهجۃ الاسرار، تفریح الخاطر، سیرتِ غوث الثقلین (بتغیر قلیل وکثیر)

احکام قبور

ابوالخیر عبدالحسیب قادری

زیارت قبور آخرت کی یاد دلاتی ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " زُورُوا الْقُبُورَ ، فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ ".سنن ابن ماجه ج 1 رقم الحدیث1557

حضرت ابو ہریرہ رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہے: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو بے شک وہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں-

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا ، فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا، وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ ".

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا، اب تم قبروں کی زیارت کرو گے کہ وہ دنیا میں بے رغبتی کا سبب ہے آخرت ک ی یاد دلاتی ہے -

(سنن ابن ماجہ ج 1 رقم الحدیث 1559)

شہدائے احد کے مزارات پر تشریف لے جاتے

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہداء احد عل یھم رضوان کی مبارک قبروں کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور ان کے لیے دعا کرتے -

(مصنف عبد الرزاق ج 3 رقم الحدیث 6845)

مسلمانوں کی قبروں کی زیارت سنت ہے

قبور مسلمین کی زیارت سنت اور مزارات اولیاء کرام و شہداء عظام رحمہم اللہ کی حاضری بر سعادت اور انہیں ایصال ثواب مندوب

(فتاویٰ رضویہ ج 9 ص 532)

ہر ہفتے میں ایک دن زیارت کرے ، جمعہ یا جمعرات یا ہفتہ یا پیر کے دن مناسب ہے سب میں افضل روز جمعہ ہے وقت صبح ہے

(بہار شریعت ج 1 ص 848)

مزارات پر حاضری کا طریقہ

اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مجدّدِ دین وملّت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ علیہ مزارات پر حاضری کی تفصیل یوں ارشاد فرماتے ہیں: ”مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی (قدموں) کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مُواجہہ (چہرے کے سامنے) میں کھڑا ہو اور متوسّط (درمیانی) آواز با ادب سلام عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

پھر درودِ غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک بار،

آیۃُ الکرسی ایک بار، سورۂ اخلاص سات بار،

پھر درودِ غوث یہ سات بار اور وقت فرصت ہے تو سورۃ یٰسین اور سورۂ ملک بھی پڑھ کر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرے

کہ الہ ی عَزَّوَجَلَّ! اس قراءت پر مجھے اتنا ثواب دے

جو تیرے کرم کے قابل ہے نہ اُتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اُسے م یری طرف سے اس بندہ خدا مقبول کو نذر پہنچا پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اُس کے لئے دعا کرے اور صاحبِ مزار ک ی روح کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بار گاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے ، پھر اُس ی طرح سلام کر کے واپس آئے، مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام

(فتاوی رضویہ ج9 ص 523 رضا فاؤنڈیشن)

درود غوثیہ یہ ہے

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد معدن الجود والکرم وآلہ وبارك وسلم

قبروں پر پاوں نہ رکھے

قبرستان م یں اس عام راستے سے جائیں جہاں ماضی میں کبھی بھی مسلمانوں کی قبریں نہ تھیں ،۔ فتاوی عالمگیری میں امام علی ترجمانی سے ہے

یاثم بوطء القبور لان سقف القبور حق المیت

یعنی قبروں پر چلنا سے گناہ گار ہوگا اس ل یے کہ قبر کی چھت میت کا حق ہے

جو راستہ نیا بنا ہوا ہو اس پر نہ چلے-

ان المرور فی سکۃ فحادثۃ دیکھا حرام (قبرستان میں قبریں پاٹ کر) جو نیا راستہ نکالا گیا ہو اس پر چلنا حرام ہے (ردالمحتار ج1 ص 612)

زیارتِ قبور جاتے ہوئے فضول گفتگو سے اجتناب کریں

مزار شریف یا قبر کی زیارت کے لئے جاتے ہوئے راستے میں فضول باتوں م یں مشغول نہ ہو-

(فتاوی عالمگیری ج5 ص 350)

قبر پر پھول ڈالنا

قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کریں گے میت کا دل بہلے گا-

قبر پر اگربتی جلانا

قبر کے اوپر اگربت ی نہ جلائی جاے اس میں سوئے ادب (بے ادبی) اور بد فالی ہے ہاں اگر (حاضرین کو) خوشبو (پہنچانے) کے لیے قبر کے پاس خالی جگہ ہو وہاں لگائیں کہ خوشبو پہچانا محبوب ہے-(فتاوی رضویہ ج9 ص 486)

نہ کوئ ی تالی (قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا) یا ذاکر (اللہ کا ذکر کرنے والا) ہو بلکہ صرف قبر کے ل یے جلا کر چلا اے تو ظاہر منع ہے اسراف و اضاعت مال ہے-

(فتاوی رضویہ ج9 ص 482)

اگر بغرض حاضرین وقت فاتحہ خوانی یا تلاوت قرآن عظیم و ذکر الہیٰ سلگائیں تو بہتر و مستحسن ہے(فتاوی رضویہ ج9 ص 483)

قبر کا طواف

قبر کا طواف منع ھے

(فتاوی رضویہ ج9 ص 568)

قبر کو سجدہ کرنا

قبر کو سجدہ تعظیمی کرنا حرام ہے اور اگر عبادت کی نیت ہو تو کفر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج9 ص432)

قبر پر پاؤں رکھنا

قبر پر پاؤں رکھنا گناہ ہے کہ سقف قبر بھی حق میت ہے۔

(فتاوی رضویہ ج9 ص475)

قبر کے اوپر والی گھاس کاٹنے کا حکم

مقبرے کی گھاس (سبز) کاٹنا مکروہ ہے کہ جب تک کہ وہ (گھاس سبز) تر رہتی ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے۔ اس (سبز گھاس) سے اموات کا دل بہلتا ہے اور ان پر رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے ہاں خشک گھاس کاٹ لینا جائز ہے مگر وہاں سے تراش کر جانوروں کے پاس لے جائیں۔ اور یہ ممنوع ہے کہ انھیں (جانور) قبرستان میں چھوڑ دیں۔

(فتاوی رضویہ ج9 ص443)

عورتوں میں افضل کون؟

تحریر: دانیال سہیل عطاری (السنی القادری)

رب العالمین قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے!

"يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ "

(الاحزاب، 32)

ترجمہ:- "اے نبی کی بیویو! تم اور (دیگر) عورتوں جیسی نہیں ہو۔"

یہ آیت مبارکہ محبوب کریم ﷺ کی نعت پاک ہے۔ اس میں فرمایا کہ اے ہمارے پیغمبر کی بیویو! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو، تمھارے درجات اور تمھارے احکام جداگانہ ہیں مگر یہ درجات و فضائل کس لیے ہوئے، اس لیے کہ تم نبی علی الصلوۃ والسلام کی بیویاں ہو۔

اس آیت کریمہ سے چند فائدے حاصل ہوئے:

1) "محبوب کریم ﷺ کی بیویاں تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں۔ کیونکہ یہاں (النساء) میں کوئی قید نہیں۔

2) حضرت مریم و حضرت آسیہ زوجہ فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اپنے اپنے وقت کی عورتوں سے افضل تھیں۔ لیکن حضور محبوب کریم ﷺ کی ازواج پاک ہر زمانہ کی بیویوں سے افضل و بہتر ہیں۔

3) جیسے بنی اسرائیل کے لیے فرمایا گیا۔

("ہم نے تم کو تمام عالَم والوں پر فضیلت دی۔" البقرہ 47)

تو اس زمانے کے لوگوں پر واقعی وہ افضل تھے۔ اور اب غلامان مصطفیٰ سب امتوں سے افضل ہیں۔"

- "اس میں کلام ہے کہ حضرت فاطمہ افضل ہیں یا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی للہ عنہما۔"

"بعض لوگ کہتے ہیں سیدہ کائنات حضرت فاطمہ افضل ہیں اور بعض کہتے ہیں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ افضل ہیں اس آیت کی وجہ سے۔

بلکہ تمام صاحبزادیوں سے تمام ازواج مطہرات افضل ہیں۔ کیوں کہ اس آیت میں کسی کی قید نہ لگائی، دوسرا یہ کہ صاحبزادیاں اولاد ہیں اور ازواج مطہرات والدات اور والدہ مخدومہ ہوتی ہے۔"

- " جنت میں حضرت عائشہ صدیقہ و دیگر ازواج مطہرات حضور محبوب کریم ﷺ علیھم الرضوان کے ساتھ مقام فرمائیں گیں۔ اور حضرت فاطمہ سیدنا مولا علی کے ساتھ۔ ان وجوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبزادیوں سے ازواجِ مطہرات افضل ہیں۔

حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ صدیقہ تمام عورتوں سے افضل ہیں۔ حضرت خدیجہ سے محبوب کریم ﷺ کی اولاد پھیلی۔ اور محبوب کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ کے ہوتے ہوئے کسی دوسری عورت سے نکاح نہ فرمایا۔ اور ہر بار حضرت خدیجہ کی طرف سے قربانی کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی للہ عنہا علم وفضل میں تمام عورتوں میں بے مثل کہ صحابہ کرام کے علمی اختلاف کا آپ فیصلہ فرماتی تھیں۔ محبوبہ محبوبِ ربّ العالمین ﷺ آپ کا لقب ہوا۔ آپ کے مبارک بستر پہ محبوب کریم ﷺ کو وحی آتی تھی۔

محبوب کریم ﷺ کا وصال شریف آپ (حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ) کے سینہ مبارکہ اور گود شریف میں ہوا۔ آپکے حجرہ میں ہی نبی پاک آرام فرما ہیں۔ اور آپ کا حجرہ تمام فرشتوں انسانوں اور جنات کی زیارت گاہ بنا۔

جن کا پہلو ہو نب ی ک ی آخری آرام گاہ

جن کے حجرے میں قیامت تک نبی ہوں جاگزیں

وہ جو ہے سورۂ نور جن کی گواہ

ان کی نورانی صورت پہ لاکھوں سلام "

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی للہ عنہا ازواج پاک سے افضل ہ یں۔

افضل ہونے پر چند وجوہات

- "ایک تو یہ کہ ان کا خمیر خون خیر الرسل سے ہے، یعنی ان کی طہارت ذاتی ہے۔ کیونکہ جزء مصطفیٰ ہیں۔ اور ازواج کی خارجی۔"
- "دوسری یہ کہ حضرت فاطمہ تمام جنتی عورتوں بیبیوں کی سردار ہیں، اسی لیے ان کا لقب سیدۃ النساء ہے۔ اور جنتی بیبیوں میں حضرات امہات المؤمنین بھی داخل ہیں۔"
- "تیسری یہ کہ حضرت فاطمہ محبوب کریم ﷺ کی ہم شکل ہیں۔"
- "چوتھی یہ کہ حضرت فاطمہ ناپاکی (جو عورتوں میں ہوتی ہے) سے پاک ہ یں۔ اسی لیے ان کو "زہرا یا بتول یا فاطمہ" کہتے ہ یں،

زہرا کے معنی:- جنت کی کلی۔

فاطمہ و بتول کے معنی:- دنیا میں ہوتے ہوئے دنیا سے بے تعلق۔

"بتول و فاطمہ زہرا لقب اس واسطے پایا

کہ دنیا میں رہیں اور دیں پتا جنت کی نکہت کا"

محبوب کریم ﷺ حضرت خاتونِ جنت کے جسم مبارک کو سونگھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ان سے جنت کی خوشبو آت ی ہے۔

اہم بات

" فیصلہ یہ ہے کہ اولاً تو ان امور میں بحث نہیں کرنی چاہیے، جیسا کہ (شامی نے باب الکفو) میں نقل فرمایا۔ بلکہ دونوں حضرات (حضرت فاطمہ و حضرت عائشہ) ہماری آقائیں ہیں، ایک تو محبوب کریم ﷺ کی محبوبہ اور دوسری محبوب کریم ﷺ کی لخت جگر ہیں۔ اگر قیامت کے دن کسی کا بھی نعلین پاک ہاتھ آجائے تو ہم فقیروں کا بیڑا پار ہے۔"

"اگر فیصلہ ہی کرنا ہے تو۔۔۔۔۔ یوں کہہ لو۔۔۔ کہ بعض لحاظ سے حضرت خاتونِ جنت افضل ہیں اور بعض لحاظ سے عائشہ صدیقہ افضل ہیں۔"

(شان حبیب الرحمن من آیات القرآن)

نمازِ غوثیہ اور مشکلات کا حل

از: سگِ عطار نعیم رضا

اللہ تعالیٰ کے نیکوکار و متقی بندوں کی صحبت بندے کو نیک بنا دیتی ہے اور ظاہر و باطن سنوار دیتی ہے، اسی طرح اِن کی صحبت اختیار کرنا، انھوں نے جو نیک کام کئے، انھوں نے جو عبادتیں و ریاضتیں کیں اُن کو اپنانا بخشش و مغفرت کا سامان ہے۔ کیونکہ یہ وہ پاکیزہ ہستیاں ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و رضوان کی بارشیں کی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کلامِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا ۔

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

اُن بزرگانِ دین کے اعمالِ صالحہ میں سے ایک حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور آپ کے اصحاب (ساتھیوں) کا عملِ مبارک صلاۃُ الاسرار (نمازِ غوثیہ) بھی ہے جس کے ادا کرنے کے کافی فضائل و برکات کتابوں میں مذکور ہیں، یہاں ان شاءاللہ تعالیٰ اس نماز کی ادائیگی کا طریقہ کار اور فضائل و برکات بیان کیے جائیں گے تاکہ ہمارے دل اس کی طرف راغب ہوں اور ہم اسلاف کے نقشِ قدم پر چل یں۔

قضائے حاجت یعنی اپنی حاجات کو پورا کرنے کے لئے ایک مُجرَّب (آزمایا ہوا) عمل اور وظیفہ صلاۃُ الاسرار (نمازِ غوث یہ) بھی ہے، اس نماز کی ادائیگی کے فضائل و برکات کتب و رسائل میں بیان ہوئے ہیں، علما و مشائخ نے اس نماز کا اپنی کتب میں تذکرہ بھی کیا ہے۔ جن میں سے کچھ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں،

اس نماز کا تذکرہ کرنے والے بزرگانِ دین:

1: امام ابوالحسن نور الدین علی بن یوسف علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ بھجۃ الاسرار شریف میں اسے ذکر کیا ہے۔

2: ش یخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے زبدۃ الآثار میں اسے ذکر کیا ہے۔

3: امام عبداللہ یافعی مکی علیہ الرحمہ نے۔

4: فاضل کامل مولانا مُلا علی قاری علیہ الرحمہ نے نزہۃ الخاطر میں ذکر کیا ہے۔

5: سید شاہ ہمزہ عینی قادری علیہ الرحمہ نے کاشف الاستار شریف میں اسے ذکر کیا ہے وغ یرھم۔

(فرمانِ حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شیخ ابوالقاسم عمر البزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ "جو شخص مجھ کو مصیبت میں پکارے تو اس کی وہ مصیبت جاتی رہے گی اور جس تکلیف میں مجھے پکارے تو اس کی وہ تکلیف جاتی رہے گی" پھر فرمایا کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام کے بعد سَرورِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھے اور مجھ کو یاد کرے اور عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے کر اپنی حاجت طلب کرے تو اللہ عزوجل کے حکم سے اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔ (غوثِ پاک کے حالات صفحہ نمبر 87)

فرمانِ امام اہل سنت

(فرمانِ امام اہل سنت، مجدد اعظم مولانا امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ)

فی الواقع یہ مبارک نماز حضرات عالیہ مشائخ کرام ک ی معمولی اور قضائے حاجات وحصول مرادات (مقاصد کے حصول) کے لئے عمدہ طریق مَرضی (پسندیدہ) و مقبول اور حضور پر نور غوث الکونین غیاث الثقلین صلوات اللہ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ سے مروی و منقول، اجلہ علماء واکابر برملا اپنی تصانیف عالیہ میں اسے روایت کرتے اور مقبول و مقرر و مسلم معتبر رکھتے آئے۔

(فتاوی رضویہ، ج 7، ص 572، رضا فاؤنڈیشن)

نمازِ غوثیہ کا عملی طریقہ

بعد نمازِ مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نفل نماز پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد شریف کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ مرتبہ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے، سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد وثنا کرے (مثلاً حمد وثنا کی نیت سے سورۃُ الفاتحہ پڑھ لے) پھر نبی صلی الہ تعالی علیہ والہ وسلم پر گیارہ بار درود وسلام عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے:

یا رَسولَ اللّٰہِ یانَبِیَّ اللّٰہِ اَغثنِی وَامدُدنِی فِی قَضاءِ حَاجَتِی یا قَاضِیَ الحَاجَاتِ.

ترجمہ: (اے اللہ عزوجل کے رسول! اے اللہ عزوجل کے نبی! میری فریاد کو پہنچیے اور میری مدد کیجیے، میری حاجت پوری ہونے میں، اے تمام حاجتوں کے پورا کرنے والے۔)

پھر عراق ک ی جانب گیارہ قدم چلے اور ہر قدم پر یہ کہے:

یا غَوثَ الثَّقَلَینِ یا کَرِیمَ الطَّرَفَینِ اَغِثنِی وَامدُدنِی فِی قَضاءِ حَاجَتِی یا قَاضِیَ الحَاجَاتِ.

(ترجمہ: اے جن وانس کے فریادرس اور اے دونوں طرف (یعنی ماں باپ دونوں ہی کی جانب) سے بزرگ! میری فریاد کو پہنچئے اور میری مدد کیجیے میری حاجت پوری ہونے میں، اے حاجتوں کے پورا کرنے والے۔)

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالی سے اپنی حاجت کے لئے دعا مانگے۔

نوٹ: (عربی دعاؤں کے ساتھ ترجمہ پڑھنا ضروری نہیں)

(مدنی پنج سورہ صفحہ نمبر 284)

اعلیٰ حضرت امام عشق و محبت فرماتے ہیں:

حسن نیت ہو، خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں
آزمایا ہے یگانا ہے دوگانہ ت یرا

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے اسلاف بزرگان دین ک ی محبت والفت اور ان کے طریقہ پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

سلسلہ قادریہ کے 3 بزرگانِ دین کا مختصر تعارف (قسط اول)

تحریر: ابوالحسن علی رضا

نحمدہ و نصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بھی انبیاء و رسل اس دنیا میں تشریف لائے سب نے راہِ ھدایت کے بھٹکے ہوئے بندگانِ خدا کو صراط مستقیم پر گامزن رہنے کا فریضہ انجام دیا اگرچہ یہ سلسلہ ختم ہوئے تقریبا چودہ سو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے مگر ان کے خلفاء، صحابہ، تابعین و تبع تابعین پھر تمام سلاسل کے مشائخ و علماء انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے اپنا فرض بخوبی نبھاتے رہے، انہیں میں سے مشہور ترین سلسلہ قادریہ بھی ہے جس کے 3 بزرگانِ دین کا مختصر تعارف (قسط اول) کی صورت میں پیش کیا جارہا ہے

(1) **غوث اعظم** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یکم رمضان المبارک 417ھ کو پیدا ہوئے نام عبد القادر، کنیت ابو محمد، لقب محی الدین، والد ماجد سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست، والدہ ام الخیر فاطمہ۔ آپ حسنی حسینی سید ہیں۔ آپ کی روحانی نسبت براہ راست نبی پاک صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے ہے۔

سلسلہ طریقت میں آپ نے شیخ ابو سعید مخزومی، شیخ ابو سعید سامی اور دیگر مشائخ عظام سے خرقہ (صوفیانہ لباس) حاصل کیا ہے آپ کی نسبت حضرت معراف کرخی رحمہ اللہ سے ہوتی ہوئی امام موسی علی رضا رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی ہے۔ آپ اکثر خضر علیہ السلام سے ربط و ضبط رکھتے تھے حضرت امام شافعی و امام احمد رحمہما اللہ المبین کے مذہب پر فتوی دیا کرتے تھے، مروی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل کے مزار پر حاضری کے لیے گئے تو دیکھا امام احمد بن حنبل مزار سے باہر تشریف لے آئے اور آپ سے بغل گیر (گلے ملنا) ہو کر فرمایا:
"اے عبدالقادر میں علم شریعت اور علم حقیقت اور علم طریقت میں تیرا دست نگر (حاجت مند) ہوں۔"
اور اقطاب و ابدال و اوتاد کا تقرر اور معزولی آپ کے اختیار میں تھی۔ ہفتہ میں تین بار وعظ فرماتے، آپ کے خلفا کی تعداد جو معلوم ہو سکی وہ 53 ہے آپکا وصال 11 ربیع الثانی 561ھ بغداد میں ہوا، مزار شریف بغداد میں مرجع خاص و عام ہے۔
اللہ پاک ہمیں بھی ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

(2) **ابوالفرح محمد یوسف طرطوسی** رحمۃ اللہ تعالیٰ:

آپ جامع العلوم اور شیخ الطریقت تھے، آپکی ولادت طرطوس میں ہوئی، متوکل اس قدر تھے کہ دنیا کی طرف رغبت کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا اور آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے 14ویں شیخ ہیں، ولی کامل، عالمِ و فاضل، جمیع علوم ظاہری و باطنی اور صاحب کرامت تھے وصال 3 شعبان المعظم 447ھ میں ہوا مزار شریف عراق میں مرجع خاص و عام ہے
اللہ کریم ان کے صدقے تمام مسلمانوں کی بے حساب مغفرت فرمائے!

(3) **ابوالحسن ہاشمی ہکاری**:

آپ کا نام "علی"، کنیت "ابوالحسن" آپ کا سلسلہ نسب نبی کریم صلی اللہ وسلم کے چچا اور رضاعی بھائی حضرت زید ملقب (ابو سفیان) سے ملتا ہے، جمیع علوم پر مہارت حاصل تھی شیخ ابو العلاء سے ملے، اور حدیث سنی اور اپنے زمانے میں لقب شیخ الاسلام سے مشہور ہوئے صائم الدھر، قائم اللیل، صاحب کرامت تھے، بعد نماز عشا سے نماز تہجد تک 2 ختمِ قرآن پاک کیا کرتے تھے۔

آپ نے ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ بیعت حاصل کی، معاصرین علماء کرام کے نام یہ ہیں امام غزالی حافظ دارقطنی ابن جنی (نحوی)، ابن سینا، امام بیہقی وغیرہ، وصال 1 محرم الحرام 486ھ کو ہوا مزار شریف بغداد میں مرجع خاص وعام ہے

(تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ، محمد صادق قصوری)

بہنوں کی اپنے بھائیوں سے شفقت

از قلم: بنت محمد اکبر

دنیا میں کسی بھی مذھب میں والدین یا شوہر کے ترکہ میں عورتوں کا کوئی حق نا تھا اور اب تک بھی اسلام کے سوا کسی مذہب نے عورت کو ترکہ میں کسی کا حقدار نہیں ٹھہرایا، یہ اسلام ہی ہے جس نے ہمارے دلوں میں آپس میں محبت و الفت ڈالی ہے ،جہاں دیگر رشتوں میں محبت کا انداز جداگانہ ہے ،،اسی طرح اگر بات کی جائے بہنوں کی اپنے بھائیوں سے محبت کے بارے کی تو بہنوں کا تو انداز ہی والہانہ ،مشفقانہ اور محبت بھرا ہوتا ہے، اس بات کا اندازہ ہماری اسلام کی شہزادی اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیاری بہن حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درج ذیل واقع سے بھی لگایا جا سکتا ہے ،،،یہ اس وقت کی بات ہے جب کوفیوں نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکے رفقاء کو دھوکہ سے کوفہ بلوایا، صبح سے دوپہر تک خاندان نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام چراغ جملہ اعوان وانصار ایک ایک کر کے شہید ہو گئے، تنہا ایک حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، دوسری طرف حرم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواتین ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں، سوگوار مائیں اور آشفتہ حال بہنیں ہیں ،جن کے بھائیوں ،بھتیجوں اور بھانجوں کی بے گوروکفن لاشیں سامنے موجود ہیں، عورت ذات کے دل کا آبگینہ یونہی نازک ہوتا ہے زرا سی ٹھیس جو برداشت نہیں کر سکتا ،،آہ !! آج اس پر پہاڑ ٹوٹ پڑے ،،امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی بہن کو تسکیں دیتے ہیں کبھی شہر بانوں کو تلقین فرماتے ہیں تو کبھی کمسن بہنوں کو اور لاڈلی شہزادیوں کو یاس بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے ،پھولوں کی پنکھڑیوں پر قدم رکھنے والی شہزادیاں آج انگاروں پر لوٹ رہی ہیں جنکے اشارہ ابرو سے ڈوبا ہوا سورج پلٹ آتا ہے آج انہی کے ارمانوں کا سفینہ نظر کے سامنے ڈوب رہا ہے اور زبان نہیں کھلتی،،،دیکھنے والی آنکھیں اپنے امیر کشور کو اپنے مرکز امید کو ،اپنے پیارے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں، کہ ایک نشانے پر ہزاروں تیر چلے ،تلواریں بے نیام ہوئیں نیزوں کی انی چمکی اور دیکھتے ہی دیکھتے بہن کا چاند حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ گہن میں اگئے ،(انا للہ وانا الیہ راجعون) زخموں سے چور خون میں شرابور سیدہ کا راج دلارا جیسے ہی فرش پر گرا کائنات کا سینہ دہل گیا، ابن سعد کے حکم سے یزیدی فوج کے دس نابکاروں نے سیدہ کے لخت جگر کی نعش کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندڈالا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا خ یمہ سے یہ لرزا خیز منظر دیکھ کر بلبلا اٹھیں ،،،، آخر بہن تھ یں، بھائ ی کی حالت کیونکہ برداشت ہو سکتی تھی اور چیخ مار کر زمین پر تشریف لے ائیں، زندگ ی کی یہ پہلی سوگوار اور اداس رات تھ ی جو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ک ی بہن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور زوجہ شہربانو رض ی اللہ تعالیٰ عنہا سے کاٹے ناکٹ رہی تھی رات بھر سک یوں کی آوازیں آتی رہیں، آہوں کا دھواں اٹھتا رہا اور روحوں کے قافلے اترتے رہیں، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیاری بہن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال سب سے زیادہ رقت انگیز تھا اور بھلا کیوں نا ہوتا،،؟؟ جب اپنے ہ ی بھائی کو اپنی ہی آنکھوں کے سامنے اس طرح دلخراش تکالیف دی جائیں اوران ظالموں نے صرف تکالیف ہی پر بس نا کیا بلکہ انہوں نے تو امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا، اس وقت صدمہ کی حالت میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مدینے کی طرف منہ کر لیا اور دل ہلا دینے والی آواز اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا،،یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر آسمان کے فرشتوں کا سلام ہو یہ دیکھئے آپ کا لاڈلا ح سین ریگستان میں پڑا ہے خاک وخون میں آلودہ ہے تمام بدن ٹکڑے ٹکڑے ہے، نعش کو گوروکفن بھی میسر نہیں ہے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! آپ کی تمام اولاد قتل کر دی گئی ہوا ان پر خاک اڑا رہی ہے آپ کی بیٹیاں قید میں، ہاتھ بندھے ہوئے ہیں مشکیں کسی ہوئی ہیں پردیس میں کوئی ان کا یار وشناسا نہیں نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے یتیموں کی فریاد کو پہنچئے،،،

بہنوں کی شفقتیں صرف انکے بھائیوں تک ہی محدود نہیں ہوتیں بلکہ انکی اولاد پر بھی مصائب دیکھ کر تڑپ جاتی ہیں، ان پر بھی جان نچھاور کر ڈالتی ہیں، جیسا کہ ہماری اسلام کی شہزادی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن اور امام زین العابدین کی پھوپھی کا حال تھا، جس وقت عابد بیمار اپنی والدہ اور پھوپھی کے ساتھ بخار کی شدت اور ضعف کی حالت میں تھے، اونٹ سے اترتے وقت غش آگیا اور بے حال ہو کر زمین پر گر پڑے سر زخمی ہوگیا، خون کا فوارہ چھوٹنے لگا یہ دیکھ کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنا عنہا بے تاب ہوگئیں دل بھر آیا ڈبڈباتی آنکھوں کے ساتھ کہنے لگیں *، آل فاطمہ میں ایک ہی عابد بیمار کا خون محفوظ رہ گیا تھا چلو اچھا ہوا کوفے کی زمین پر یہ قرض بھی ادا ہو گیا،

پھر جب ابن زیاد بد نہاد کی نظر عابد بیمار پر پڑی وہ انہیں بھی قتل کرنا ہی چاہتا تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بے قرار ہو کر چیخ اٹھیں میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں اگر تو اس بچے کو قتل کرنا ہی چاہتا ہے تو مجھے بھی اس کے ساتھ قتل کر ڈال

اللہ اللہ زرا دیکھیے تو سہی بہن کی اپنے بھتیجے سے محبت کا عالم،،،

ابن زیاد پر دیر تک سکتہ کا عالم طاری رہا اس نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا خون کا رشتہ بھی کیسی عجیب چیز ہے واللہ مجھے یقین ہے کہ یہ سچے دل سے لڑکے کے ساتھ قتل ہونا چاہتی ہے اچھا اسے چھوڑ دو یہ بھی اپنے خاندان کی عورتوں کے ساتھ جائے،

آخر میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواہش پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک انکے حوالے کر دیا گیا بہن اپنے بھائی کا سر گود میں رکھ کر بلبلاتیں،،، پھر روضہ رسول صلی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جاکر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں فریاد کی،، * نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھیے،، اب قیامت کا کوئی دن نہیں آئے گا آپ کا سارا کنبہ لٹ گیا آپ کے لاڈلے شہید ہوگئے، آپ کا لاڈلا حسین اپکے نام کی دھائی دیتا ہوا دنیا سے چل بسا،، نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ حسین کا کٹا ہوا سر لیجئے آپ کے انتظار میں اسکی آنکھیں اب تک کھلی ہیں زرا مرقد سے نکل کر اپنی آشفتہ نصیب بیٹیوں کا دردناک حال دیکھئے،،،،، حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس پکار سے سننے والوں کے کلیجے پھٹ گئے،،،، مرقد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواب گاہ بھی دو قدم ہی کے فاصلے پر تھی کون جانتا ہے لاڈلے کو سینے سے لگانے اور اپنے یتیموں کے آنسو آنچل میں جذب کرنے کے لیے ماتا کے اضطراب میں وہ بھی کسی مخفی گزر گاہ سے اپنے بابا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حریم پاک تک آگئی ہوں،،، اس واقع سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ بھائیوں کے لیے بہنیں اس قدر فکر مند ہوتی ہیں کہ چوٹ بھائی کو لگے درد بہن کو،، گر بھائی پریشان ہوں راتوں کی نیندیں بہنوں کی اڑیں،،

اللہ پاک بہنوں اور بھائیوں کی محبتیں سلامت رکھے انہیں ایک دوسرے کا مان رکھتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے،،

(زلف و زنجیر مع لالہ زار)

علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ

غوث اعظم رحمہ اللہ کی بہترین نصیحت

انتخاب: دانیال رضا مکی

ہر مسلمان پر تین کام لازم ہیں

حضور غوث پاک، شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب ہے : "فتوح الغیب" اس کتاب میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں : ہر مسلمان پر ہر حال میں (یعنی دن ہو، رات ہو، سردی ہو، گرمی ہو، خوشی ہو، غم ہو، مصروفیت ہو، فراغت ہو، غرض جب تک جسم میں جان ہے، جب تک عقل سلامت ہے، سانس چل رہی ہے اس وقت تک ہر مسلمان پر 3 باتیں لازم ہیں :

(1): اَمْرٌ یَمْتَثِلُہٗ شریعت کا حکم کہ اس پر عمل کرے

(2): نَھْیٌ یَجْتَنِبُہٗ شریعت کی منع کی ہوئی باتیں کہ ان سے بچتا رہے

(3): قَدْرٌ یَرْضٰی بِہٖ تقدیر کہ اس پر ہمیشہ راضی رہے۔

حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں "مسلمان کی ادنیٰ حالت یہ ہے کہ وہ کسی وقت بھی ان تین باتوں میں سے کسی ایک سے بھی خالی نہ ہو"

اس کا دل ان تین باتوں کا پختہ ارادہ کرتا رہے بندہ اپنے آپ سے یہ تین باتیں بیان کرتا رہے اور اپنے اعضاء کو ہر وقت ان میں مصروف رکھے۔ (فتوح الغیب، ص 17)

اے عاشقانِ رسول! غور فرمائیے! کتنی مختصر اور کیسی زبردست نصیحت ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں : حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے اس مختصر نصیحت میں پورے دین کا خلاصہ بیان فرمادیا ہے۔ (شرح فتوح الغیب، ص 10 ماخوذا)

یہاں کمال دیکھئے! ہمارے ہاں بعض لوگ کہا کرتے ہیں : مولانا صاحب! ہم تو دُنیادار بندے ہیں، بس جتنا بن پڑتا ہے، نمازیں پڑھ لیتے ہیں، ذِکر اذکار کرلیتے ہیں، حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے وسوسے کی بھی کاٹ کردی، فرمایا: ان تین باتوں پر عمل کرنا یعنی : (1): اللہ پاک کے احکام کو بجالانا (2): منع کردہ باتوں سے رکنا (3): اور تقدیر پر راضی رہنا، ان تینوں باتوں پر عَمَل کرتے رہنا یہ مسلمان کی اَدْنیٰ حالت ہے۔ مطلب یہ کہ ہر وہ شخص جس نے کلمہ پڑھا ہے، اب چاہے وہ دُنیادار ہے، چاہے دیندار ہے، چاہے تاجر ہے، چاہے وکیل ہے، ڈاکٹر ہے یا ڈرائیور ہے، سیٹھ ہے یا نوکر ہے، بڑے سے بڑے بادشاہ سے لے کر غریب ترین آدمی تک ہر وہ شخص جس نے کلمہ پڑھا ہے، جسے ایمان کی دولت نصیب ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ ان تین باتوں پر ہمیشہ عمل کرتا رہے۔

پھر یہاں ایک اور نکتے پر غور کیجئے! عموماً ہمارے ذہن میں کئی قسم کے خیالات چل رہے ہوتے ہیں، ہم بہت سارے منصوبے بنارہے ہوتے ہیں، ہم دِل ہی دِل میں بڑے بڑے خواب سجارہے ہوتے ہیں بلکہ ایسے لوگوں کی بھی ایک تعداد ہے جو نماز پڑھتے ہوئے بھی دُنیوی سوچوں میں مصروف ہوتے ہیں، اب حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم دیکھئے! آپ نے فرمایا: فَلْیُحَدِّثْ بِہَا نَفْسَہٗ یعنی آدمی کو چاہئے کہ اپنے آپ سے یہ تین باتیں بیان کرتا رہے۔

مطلب یہ کہ جس طرح ہم دنیوی معاملات میں خواب سجاتے رہتے ہیں، کمانا کہاں سے ہے؟ کھانا کیا ہے؟ ایک دکان بنالی، اب دوسری کب بنانی ہے؟ ایک کاروبار وکامیاب ہوگیا، دوسرا کیسے شروع کرنا ہے؟ یوں ہم اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، ہر وقت کسی نہ کسی سوچ میں

ہوتے ہیں، دُنیا میں آگے سے آگے بڑھنے کے خواب سجا رہے ہوتے ہیں، حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے گویا ہمیں یہ درس دیا کہ تم دُنیوی معاملات میں خواب سجاتے رہتے ہو، اپنے اندر ہی اندر دنیا میں آگے سے آگے بڑھنے کے متعلق سوچتے رہتے ہو، ایسی سوچیں چھوڑو! یہ سوچو کہ میں اللہ پاک کے احکام پر عمل کتنا کر رہا ہوں۔؟ اگر کمی ہے تو اس کمی کو دور کیسے کرنا ہے؟ یہ سوچو کہ اللہ پاک نے جن کاموں سے منع کیا ہے، میں ان کاموں سے کتنا رکتا ہوں؟ اگر کمی ہے تو اسے دور کیسے کرنا ہے؟ تم ان باتوں کے متعلق سوچنا شروع کر دو، ان کاموں کو کرنا شروع کر دو، اگر اللہ پاک نے چاہا تو تمہاری دنیا بھی بہتر ہو جائے گی اور تمہاری آخرت بھی سنور جائے گی۔

اے عاشقانِ غوث پاک! آئیے! پیران پیر، پیر دستگیر حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی اس نصیحت پر عمل کرنے کی نیت کرتے ہیں۔ صرف 3 باتیں ہیں: انہیں اپنے ذہن میں بٹھا لیجئے! (1) شریعت کے احکام کو بجالانا ہے (2) شریعت کے منع کئے ہوئے کاموں سے بچتے رہنا ہے (3) اور تقدیر پر ہمیشہ راضِی رہنا ہے، بے صبری نہیں کرنی، مصیبت آئے، پریشانی آئے تو شور نہیں ڈالنا، واویلا نہیں مچانا بلکہ اللہ پاک کی رضا میں راضِی رہنا ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو اس سبق آموز نصیحت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔۔ آمین

از پئے غوث اعظم ولایت
اپنی رحمت سے فرما عنایت
اپنی، اپنے نبی کی ولا کی
میرے مولیٰ تو خیرات دے دے

دعوت اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع کے بیان سے انتخاب

غیرُ اللہ سے مدد مانگنا

از قلم: بنتِ یوسف

آئیے سب سے پہلے استمداد و استعانت (یعنی امداد و دستگیری) اسکی تعریف جان لیتے ہیں۔

سوال۔ استمداد و استعانت کیا ہے ؟

الجواب۔ استمداد کا مطلب ہے اللہ تبارک وتعالٰی کو حقیقی مددگار جانتے ہوئے بندے کا کس ی مصیبت اور مشکل میں واقع ہونے کے وقت کسی ایسی ہستی سے امداد و دستگیری طلب کرنا جو اس کی حاجت پوری کرے اور مشکل آسان کرے استعداد کہلاتا ہے اور استعانت کا بھی یہی مطلب ہے۔

سوال۔ انبیاء کرام و اولیاء عظام سے توسل کا کیا حکم ہے ؟

الجواب۔ دنیاوی و اخروی حاجتوں کے پورا کرنے کے لئے ان سے توسل، استمداد و استعانت شرعًا جائز ہے کیونکہ امداد حقیقتًا تو اللہ تبارک وتعالٰی ہی کی طرف سے ہے لیکن اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے امداد کے اسباب اور واسطے بھی پیدا نہیں فرمائے اس پر مسلمانوں کے جمہور اور سوادِ اعظم، اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے اور انکا اجماع حجت ہے کیونکہ وہ خطا سے محفوظ و مامون ہیں۔

سوال:اس کی کیا دلیل ہے ؟

جواب: اللّٰہ تعالٰی کی عطا سے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام و اولیاءِ عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی مدد فرماتے ہیں اور یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ سورۃُ التحریم پارہ 28 کی آیت 4 میں اللّٰہ تعالٰی کا فرمان ہے: فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَۚ-وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ()
(پ 28، التحریم:4)

تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

2۔ اللہ عزوجل قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:﴿ اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ﴾ یعنی اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔
(سورۃ المائدۃ، آیت 55)

حدیثِ نبوی ﷺ

امام بخاری "کتاب الزکوۃ" میں روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سورج قریب ہوجائے گا، یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا، لوگ اس حالت میں حضرت آدم علیہ السلام، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر سید العالمین حضرت مصطفیٰ ﷺ سے مدد طلب کریں گے۔

تمام اہل محشر انبیاء کرام علیہم السلام سے مدد طلب کرنے کے جواز پر متفق ہوں گے یہ اتفاق اس بنا پر ہو گا کہ اللہ تبارک وتعالٰی انہیں الہام فرمائے گا، یہ حدیث انبیاء کرام علیہم السلام سے دنیا و آخرت میں توسل اور استعانت کے مستحب ہونے کی قوی دلیل ہے۔

2۔ امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی راستے سے بھٹک جائے، یا امداد کا طلب گار ہو اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں کوئی غمگسار نہ ہو تو کہے يَا عِبَادِ اللّٰهِ أَغِيثُونِي اور ایک روایت میں ہے أَعِينُونِي " اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے۔

(المعجم الكبير للطبراني، ما أسند عتبة بن غزوان، جلد 17، صفحہ 117، مطبوعہ القاهرة)

اس حدیث میں صراحت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایسے بندوں سے مدد طلب کرنا اور انہیں ندا کرنا جائز ہے جو غائب ہوں۔

3۔ صحیح مسلم شریف و سنن ابی داؤد و سنن ابنِ ماجہ میں سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، میں حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رات کو حاضر رہتا۔ ایک شب حضور کے لیے آب وضو وغیرہ ضروریات لایا (رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بحر رحمت جوش میں آیا) ارشاد فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ میں نے عرض کی: میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ فرمایا: کچھ اور؟ میں نے عرض کی: میری مراد تو صرف یہی ہے۔ فرمایا: تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، جلد 1، صفحہ 353، دار إحياء التراث العربي، بیروت)

4۔ احادیث میں نیک لوگوں سے ڈائریکٹ حاجات و مدد مانگنے کی ترغیب موجود ہے۔ چنانچہ المعجم الکبیر کی حدیث پاک ہے: بھلائی اور حاجتیں ان لوگوں سے مانگو جن کے چہرے عبادت الٰہی سے روشن ہیں۔

(المعجم الکبیر، مجاهد عن ابن عباس، جلد 11، صفحہ 81، مطبوعہ القاهرة

5۔ مزید اللہ عزوجل کے نیک بندوں سے ڈائریکٹ مانگنے کے حوالے سے کثیر بزرگان دین کے اقوال موجود ہیں لیکن تحریر کا طول درکار ہے لہذا یہاں ایک قول ملاحظہ ہوں۔ چنانچہ حضور پر نور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: "جو کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے وہ مصیبت دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دفع ہو اور جو اللہ عزوجل کی طرف کسی حاجت میں مجھ سے وسیلہ کرے وہ حاجت پوری ہو اور جو دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے پھر سلام پھیر کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے اور مجھے یاد کرے، پھر بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت کا ذکر کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ حاجت روا ہو۔

(بهجة الاسرار، ذکر فضل اصحابہ وبشراھم، صفحہ 102، مصر)

وقت کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں

تحریر: منیر احمد اشرفی عفی عنہ

اللہ کریم نے بنی آدم کو بہت سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک بہت بڑی نعمت وقت بھی ہے ۔۔۔۔
یوں تو لکھنے اور پڑھنے میں "وقت" محض تین حروف کا مجموعہ ہے "و،ق،ت" مگر اپنے ضمن میں ماضی، حال اور مستقبل کو لیے ہوئے ہے ۔ یہ ایک ایسا مسافر ہے جو دنیا کے تمام لوگوں سے بے نیاز و بے پرواہ ہو کر ہمہ وقت اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہے ۔
یہ نہ تو بادشاہِ وقت کے محل میں ٹھہرتا ہے اور نہ ہی کسی فقیر کی کٹیا میں
اور نہ ہی کسی کی آہ و زاری پر کان دھرتا ہے بلکہ اپنی ہی مستی میں شاہ و گدا کی پرواہ کیے بغیر ہی چل رہا ہے ۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ قوموں کے عروج و زوال میں "وقت" نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے ۔ جو قومیں وقت کے ساتھ دوستی رچاتی ہیں اس کی قدر و منزلت کو پہچانتی ہیں اور اپنی زندگی کے شام و سحر کو وقت کا پابند کر لیتی ہیں وہ ستاروں پر کمندیں (پھندے والی مضبوط رسی جسے بلندی پر چڑھنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے) ڈال سکتی ہیں، صحراؤں کو گلشن میں تبدیل کر سکتی ہیں، فضاؤں پر قبضہ جما سکتی ہیں، عناصر کو مسخر کر سکتی ہیں، پہاڑوں کو پاش پاش کر سکتی ہیں اور زمانے کی زمامِ قیادت سنبھال سکتی ہیں ۔

جبکہ وہ قومیں جو "وقت" کو ایک بیکار چیز سمجھ کر یوں ہی گنواتی ہیں تو وہ انہیں ذلت و نکبت (زوال، مصیبت) کی اتھاہ گہرائیوں میں ایسا دھکیلتا ہے کہ دور دور تک کھوجنے سے بھی انکا نام و نشان نہیں ملتا۔ پھر وہ غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں اور وقت کا ضیاع انکے ہاتھوں میں کشکولِ گدائی تھما دیتا ہے، اس لیے یاد رکھیں کہ وقت کی پابندی اور صحیح استعمال دنیا کی ہر کامیابی کا پہلا زینہ ہے ۔
یہ سچ ہے کہ جب آپ وقت کو اہمیت نہیں دیں گے تو یہ بھی آپکو قدر کی نظر سے نہیں دیکھے گا ۔ وقت ہمیشہ اپنی قدر کرنے والوں کی ہی قدر کرتا ہے، ورنہ وقت کو ٹھوکر مارنے والے لوگ
ہمیشہ دوسروں کی ٹھوکروں کا نشان بن گئے ۔
وقت کے متعلق ایک بات بہت مشہور ہے کہ:"وقت کی قدر کرنے والے اور ناقدری کرنے والے دونوں قسم کے لوگ دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں کہ وقت ضائع نہ کرنا بلکہ ہمیشہ اس کی قدر کرنا اور اسے ہمیشہ مثبت کاموں میں ہی صرف کرنا"

وقت کا قرآنی تصوّر

وقت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ جل مجدہ الکریم نے قرآن لاریب میں بہت سے مقامات پر وقت کی قسم اٹھائی ہے۔ وہ مالک و مختار ہے جس کی چاہے قسم اٹھائے مگر!!! اہلِ علم جانتے ہیں کہ قسم ہمیشہ اس چیز کی اٹھائی جاتی ہے جو بڑی شان و عظمت والی ہو۔ حقیر شئ اس لائق ہی نہیں کہ انکی قسم اٹھائی جائے ۔ اور پھر وہ کریم رب اس کی شان کریمی دیکھیے کہ ہم جیسے ناکارہ لوگوں کو سمجھانے کے لیے وقت کی قدر و منزلت بتانے کے لیے قرآن میں وقت کی قسم اٹھا رہا ہے ۔
کہیں فرماتا ہے

وَالْفَجْرِ (١) وَلَيَالٍ عَشْرٍ (٢) وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (٣) وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ (٤) هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ (٥)
اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی۔ اور جُفت اور طاق کی اور رات کی جب چل دے۔ کیوں اس میں عقلمند کے لیے قسم ہوئی۔ [الفجر: 5-1]

اور کہیں فرماتا ہے:

وَالْعَصْرِ (۱) اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ (۲) اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (۳)

ترجمہ: زمانے کی قسم۔ بیشک آدمی ضرور خسارے میں ہے۔ مگر جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔ [العصر: 3-1]

(اور بھی کئی آیات ہیں جن میں وقت کی قسم کا ذکر ہے)

محقق عصر، خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی لکھتے ہیں کہ:

"عصر" دراصل اس زمانے کو کہتے ہیں جس میں خیر و شر وغیرہ کے کام بنی نوعِ انسان سرانجام دیتا ہے؛ تو اللہ جل وعلا کی قسم کا یہاں مقصود یہ ہے کہ بے شک سارے بنی نوعِ انسان تباہی اور خسارے میں ہیں سوائے اس کے جس نے اپنے وقت کا بہتر و صحیح استعمال کر لیا اور اپنی عمر کو اعمالِ صالحہ کے حصول میں کھپا دیا۔

ان قسموں کا بڑا مقصد پکار پکار کر انسان کو وقت اور عمرِ عزیز کی گزرتی ہوئی لہروں سے نفع اٹھانے اور پل پل کو تول تول کر خرچ کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

[وقت ہزار نعمت، ص:31، انس پبلی کیشنز لاہور]

وقت کی اہمیت احادیث کی روشنی میں:

روایت ہے حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا قیامت کے دن انسان کے قدم نہ ہٹیں گے حتی کہ اس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال کیا جاوے گا [1] اس کی عمر کے بارے میں کہ کس چیز میں خرچ کی اور اس کی جوانی کے متعلق کہ کاہے میں گزاری [2] اس کے مال کے متعلق کہ کہاں سے کمایا اور کاہے میں خرچ کیا [3] اور اس میں عمل کیا کیا جو جانا [4] (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے

[مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث:5197]

(مفتی احمد یار خان نعیمی قدس سرہ العزیز اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں)

[1] یعنی قیامت کے دن پانچ چیزوں کا حساب دیئے بغیر انسان بارگاہِ الٰہی سے نہیں ہٹ سکتا، ان پانچوں میں اگر رہ گیا تو سزا کا مستحق ہوا اگر ان سے نکل گیا تو جنت میں پہنچے گا۔

[2] اگرچہ عمر میں جوانی بھی آگئی تھی مگر چونکہ جوانی میں نیک و بد اعمال زیادہ کیے جاسکتے ہیں کہ اس وقت ساری قوتیں اپنے کمال پر ہوتی ہیں اس لیے جوانی کے متعلق خاص سوال ہوگا، اسی لیے حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ جو جوانی میں عبادت کرے وہ عرش الٰہی کے سایہ میں ہوگا کہ اسے قیامت کے میدان کی گرمی نہ پہنچے گی، جوانی کی عبادت بڑی قدر کی چیز ہے۔ شعر

کر جوان ی م یں عبادت کا ہل ی اچھی نہیں
جب بڑھاپا آگ یا کچھ بات بن پڑت ی نہیں
ہے بڑھاپا بھی غنیمت جب جوان ی ہو چک ی
یہ بڑھاپا بھی نہ ہوگا موت جس دم آگئی

[3] یعنی مال کے متعلق دو سوال ہوں گے: ایک یہ کہ کہاں سے حاصل کیا حلال ذریعہ سے یا حرام سے، کس مقام پر خرچ کیا، طاعت میں یا معصیت میں۔ مبارک ہے وہ مال جو اچھی راہ سے آوے اور اچھی راہ پر خرچ ہو جاوے۔ اگر بارش کا پانی پرنالہ سے نہ نکالا جاوے تو چھت توڑ دیتا ہے۔

[4] ابن عساکر نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے قیامت میں سوال ہوگا کہ تم عالم تھے یا نرے جاہل، اگر تم نے کہا کہ میں عالم تھا تو حکم ہوگا کہ اپنے علم پر عمل کیا کیا؟ اور اگر تم نے کہا کہ جاہل تھا تو فرمایا جاوے گا کہ تم جاہل کیوں رہے؟ تمہیں کیا عذر تھا۔ علم سے مراد علم دین ہے لہذا انسان کو چاہیے کہ علم دین اور نیک عمل کرے۔

[مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، تحت الحدیث:5197]

شیطان بہت مکار اور چالباز ہے، یہ اپنی مکاریوں سے کبھی باز نہیں آتا اور آئندہ مختصر سی چند روزہ زندگی کو یوں محسوس کرواتا ہے کہ جیسے صدیوں پر محیط ہو اور سدا کے لیے اسی دنیا میں رہنا ہے اور یوں ہمیں سستی، کاہلی اور غفلت چھوڑ کر جو وقت میسر ہے اسے غنیمت جانتے ہوئے اسکی قدر کی جاوے

حدیث شریف میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت [1] جانو: بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو، فقیری سے پہلے غنا کو اور مشغولیت سے پہلے فرصت کو اور اپنی موت سے پہلے زندگی کو [2] (ترمذی)

[مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث:5174]

(مفتی احمد یار خان نعیمی قدس سرہ العزیز اس کے تحت رقم طراز ہیں)

[1] اغتنام کے معنی ہیں غنیمت حاصل کرلینا یعنی ان پانچ چیزوں سے کچھ کمائی کرلو بار بار یہ موقعہ نہیں ملتے۔

[2] لہذا صحت، جوانی، مالداری، فراغت اور زندگی کو رائیگاں نہ جانے دو، اس میں نیک اعمال کرلو کہ یہ نعمتیں بار بار نہیں ملتیں۔ میاں محمد صاحب فرماتے ہیں شعر

سدا نہ حسن جوانی رہندی سدا نہ صحبت یاراں

سدا نہ بلبل باغاں بولے سدا نہ باغ بہاراں

باغ میں بہار اور بہار میں بلبل کی شور و پکار ہمیشہ نہیں رہتے کبھی آتے ہیں اسے غنیمت جانو۔

[مراۃ المناجیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، تحت الحدیث:5174]

اگر آپ کو وقت کی اہمیت کا اندازہ نہیں تو کسی دن وقت نکال کر ان سے پوچھیں "ایک سال" کی اہمیت معلوم کرنی ہو تو کسی ایسے طالب علم سے پوچھیں جو سالانہ امتحان میں ناکام ہو گیا ہو۔

"ایک مہینہ" کی اہمیت کسی ایسی دکھیاری ماں سے پوچھو جس کا حمل قبل از وقت ضائع ہو گیا ہو۔

"ایک ہفتہ" کی اہمیت اس سے معلوم کرو جو کسی ہفتہ وار میگزین کا ایڈیٹر ہو۔

"ایک دن" کی اہمیت اس مزدور سے پوچھو جو روزانہ اپنے بال بچوں کے لیے محنت مزدوری کر کے کمائی کرتا ہو۔

"ایک گھنٹہ" کی اہمیت اس سے پوچھو جو اپنے کسی پیارے سے ملنے کا منتظر ہو۔
"ایک منٹ" کی اہمیت اس سے پوچھو جس کی ٹرین چھوٹ گئی ہو۔
"ایک سینڈ" کی اہمیت اس سے پوچھو جو کسی حادثہ میں بال بال بچا ہو۔
"ملی سیکنڈ" کی اہمیت اس سے پوچھو جس نے اولمپک کھیل میں طلائی تمغہ حاصل کیا ہو۔

جو وقت نادانی اور غفلت میں گزر گیا وہ واپس تو نہیں آ سکتا مگر اس کی تلافی یوں ہو سکتی ہے کہ آنے والے وقت کی قدر کر لی جائے۔ ماضی میں جو گناہ ہوئے ان پر نادم ہو کر اپنے رب سے معافی مانگی جائے اور ان قیمتی اوقات کو نیک کاموں کی نذر کیا جائے، کیونکہ اللہ فرماتا ہے:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ

بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

[سورۂ ھود:114]

بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اگر بندے کو ماضی میں کیے گئے گناہوں کا احساس ہو جائے اور وہ اپنی آئندہ زندگی ایمان کی بھرپور توانائیوں اور جلوہ سامانیوں کے ساتھ گزارنے کا عہد کر لے؛ نیز پوری قلبی توجہ، باطنی جھکاؤ اور ارادۂ کامل کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں رجوع کر لے تو نہ صرف یہ کہ اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں بلکہ اس کی وہ ساری خطائیں نیکیوں میں تبدیل کر دی جاتی ہیں۔ میرا رب کتنا کریم ہے اس آیت سے اس کی شان کریمی دیکھیے:

اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍؕ-وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۟

مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ [سورۂ فرقان، آیت:70]

حضرت شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی کی وقت کے حوالے سے چار انمول باتیں ملاحظہ فرمائیں:

1... جو وقت کی قدر کرتے ہیں وقت ان کی قدر کرتا ہے اور جو اسے ضائع کرتے ہیں یہ (وقت) انہیں ضائع کرتا ہے۔
2... زمیں کے اوپر کام، زمین کے نیچے آرام۔
3... وقت بہت قیمتی چیز ہے اور وقت کو ضائع کرنا بہت بڑی بے وقوفی ہے۔
4... تضییعِ اوقات سب سے بڑی محرومی ہے۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن

ایک منٹ میں۔۔۔۔۔

5... ہم متعدّد مرتبہ استغفر اللہ، سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر، درود شریف وغیرہ پڑھ سکتے ہیں۔
6... کسی مسلمان بھائی کے حق میں جائز سفارش کر سکتے ہیں۔

7... ہم کتاب کا ایک صفحہ پڑھ سکتے ہیں یوں آدھے گھنٹے میں تقریبًا 30 صفحات ۔۔۔۔

روزانہ آدھا گھنٹہ دل جمعی سے مطالعہ کریں تو چند ہی دنوں میں ایک ضخیم کتاب مکمل کر سکتے ہیں ۔

8... راہ چلتے ہوئے تکلیف دہ چیز ہٹا کر لوگوں کی دعائیں لے سکتے ہیں۔

9... ایک مسلہ صحیح طور پر سمجھا/سمجھایا جا سکتا ہے۔ (اگر وضاحت کی حاجت ہو تو ایک منٹ سے زیادہ وقت بھی لگ سکتا ہے)

10... ایک منٹ میں تقریبًا 10 چھوٹی آیات کی تلاوت کی جا سکتی ہے یوں چند ہی منٹوں میں رکوع اور ربع و نصف و ثلث حتیٰ کہ پورا پارہ تلاوت کر سکتے ہیں۔

آسی یہ غن یمت ہیں تری عمر کے لمحے
وہ کام کر اب، تجھ کو جو کرنا ہے یہاں آج

تلك عشرة كاملة «» وما توفيقي الا بالله

(مولانا افروز قادری چریاکوٹی صاحب کی کتاب وقت ہزار نعمت سے کافی استفادہ کیا گیا ہے)

تربیت اولاد میں ماں کا کردار

از ! بلال احمد شاہ ہاشمی

جس طرح والدین کے حقوق اولاد پر ہوتے ہیں اسی طرح کچھ حقوق والدین پر اولاد کے ہوتے ہیں ۔ان حقوق میں سے اہم ترین حق اولاد کی اچھی تربیت کرنا ہے ۔ والدین پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت شجر اسلام کے سایہ میں کریں ۔

اگر بچے کی تربیت میں کوتاہی برتی گئی تو اس کا انجام والدین اور اولاد دونوں کو بھگتنا پڑے گا ۔
شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا:
خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می اود دیوار کج
(پہلی اینٹ اگر ٹیڑھی رکھی گئی تو دیوار جس قدر بلند کرلیں پھر بھی وہ ٹیڑھی ہی رہے گی ۔)
لہذا بنیاد ہی پختہ رکھی جائے تاکہ دیوار مضبوط رہے ۔

یہ بات مسلم ہے کہ بچوں کی تربیت میں زیادہ اہم کردار ماں کا ہوتا ہے ۔ بچوں کا اپنی ماں کے ساتھ جذباتی رشتہ ہوتا ہے ۔ماں کی محبت میں کوئی غرض نہیں ہوتی بلکہ اخلاص کا اثر نمایاں نظر آتا ہے ۔ ماں جس سمت اولاد کے رخ کو موڑے گی وہ بڑی آسانی سے اسے قبول کریں گے ۔تربیت فقط جسمانی توانائی کا نام نہیں بلکہ تربیت " ہمہ جہت افزائی ش" سے عبارت ہے ۔

انسان میں خیر و شر میں سے ہر دو وصف رکھے گئے ہیں اگر اسے بچپن میں اچھائی سے محبت اور برائی سے نفرت نہ سکھائی گئی تو انسان بڑا ہوکر کبھی خیر و شر میں امتیاز نہ کرسکے گا ۔اپنی ذمہ داریوں اور مقصد حیات کا ادراک نہ کرسکے گا اور پھرے گا مارا مارا ۔ساری زندگی عیش و عشرت اور نفسانی خواہشات کی تکمیل میں ضائع کردے گا اس اعتبار سے ضروری ہے کہ ماں اپنے بچوں کی ہمہ جہت تربیت کرے ۔
ایک جملہ بولا جاتا ہے کہ "تم ہمیں اچھی مائیں دو, ہم تمہیں اچھا معاشرہ (اچھی قوم)دیں گے ۔ یہ جملہ اس لئے کہا جاتا کیونکہ ماں ہی وہ شخصیت ہے جو اپنی اولاد کو سدھار سکتی ہے اور اچھے اخلاق کا مالک بناکر انکے مستقبل کو روشن کرسکتی ہے ۔اس طرح پورا معاشرہ بہتر بنایا جاسکتا ہے ۔
تربیت جس قدر مضبوط ارادوں اور نیک عزائم کے ساتھ کی جائے گی اس کے نتائج اتنے ہی پرکیف ملیں گے ۔
باکردار ماں اپنے اچھے اخلاق اور مثبت رویے سے اپنی اولاد کو اچھی تربیت اور فکری پاکیزگی کے زیور سے آراستہ کرسکتی ہے ۔
کیونکہ ماں کی گود بچے کے لئے اولین درسگاہ ہے جس بچے کو اس درسگاہ سے بچپن میں ہی دینی غیرت, تقوی کا درس اور پارسائی کا سبق ملا ہوگا یقیناوہ بچہ بڑا ہوکر ظلمتوں کے ویران راستوں میں کبھی گمراہ نہ ہوگا ۔
لوگ جو بات سالوں میں کسی کو نہیں سکھا سکتے وہ بات ماں بچے کو بڑی آسانی سے سکھا سکتی ہے ۔ ماں بچوں کی تربیت بھی کرے اور انکے لئے دعا بھی کرے کہ ماں کی دعا بڑا اثر رکھتی ہے, بچوں کے کردار سازی میں ماں کی تربیت کے ساتھ اسکی دعا بھی پر اثر رہتی ہے ۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بچپن میں بینائی چلی گئی تھی ، آپ کا علاج اس وقت کے ماہر طبیبوں سے کروایا گیا, لیکن بینائی واپس نہ آسکی ۔ آپ کی والدہ نے رو کر, گڑگڑا کر اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگی "یَا اللہ عَزَّوَجَلَّ ! میرے بیٹے کی آنکھیں روشن کردے" ایک رات

انہیں خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ک ی زیارت ہوئی توآپ نے ارشاد فرمایا:"اللہ نے تمہارے رونے اور کثرت سے دعا مانگنے کے سبب تمہارے بیٹے کی آنکھیں روشن کردی ہیں۔"صبح جب امام بخاری بستر سے اٹھے توان کی آنکھیں روشن ہو چکی تھیں۔
(اشعۃ اللمعات،ج1،ص10)

پیارے بھائی و !دیکھا آپ نے جو نعمت طبیبوں کے علاج سے نہ مل سکی وہ ماں کی دعاؤں سے مل گ ئی ۔لہذا ماں سے دعا کرواتے رہنا چاہی ئے اور ماں کو بھی چاہیے کہ وہ بغیر کہے اپنی اولاد کے لی ئے دعا کرتی رہے۔
بچوں کی اچھی تربیت کے لی ئے درج ذیل چند امور کا ماں لحاظ رکھے تو بچوں کی تربیت بہتر ہوگی۔
(1)ماں چونکہ بچوں کے لی ئے مثالی شخصیت ہوتی ہے اس لی ئے ماں کو چاہی ئے کہ فقط زبانی کلامی نصیحت کرنے پر اکتفا نہ کرے بلکہ وہ خود اعمال صالحہ کرے,صحابیات کی سیرت پر عمل کرے۔
(2)صحابہ و صحابیات اور دیگر نیک لوگوں کے واقعات اپنے بچوں کو سنائے۔
(3)ہمیشہ سچ بولنے کی تلقین کرے اور جھوٹ سے بچنے کی تاکید کرے۔
(4)بچے کے اچھے کام پر حوصلہ افزائی کرے اور برے کام پر اسے ڈرائے,منع کرے اور ناراضگی کا اظہار کرے۔
(5)چھوٹے بچوں کے غلط کام کرنے یا رونے پر کتے,بلی سے نہ ڈرائے بلکہ غلط کام سے منع کرتے ہوئے کہے کہ" بیٹا یہ کام اللہ کو ناپسند ہے,یہ کام نہ کرو اللہ دیکھ رہا ہے۔
(6)بچپن سے ہی اسلامی عقائد آسان طریقے سے بچے کو سکھائے۔
(7)ماں کو چاہیے کہ وہ بچے کے سامنے کوئی کام کرتے وقت سنت کا بھرپور اہتمام کرے۔(جیسا کہ لباس پہننے کی دعا,کسی مباح و اچھے کام کی اچھی نیت کرنا,شیشہ دیکھنے کی دعا وغیرہ)
(8)ماں کو چاہیے کہ وہ بچوں کے ہر کام کے وقت کا تعین کرے۔اس سے بچوں کے اندر وقت کی پابندی کا احساس پیدا ہوگا اور وہ اپنی زندگی میں نظم و نسق کو برقرار رکھ سکے گا۔
(9)بچوں پر بے جا تنقید نہ کرے کہ اس سے بچوں کے اندر احساس کمتری پیدا ہوگا۔
(10)بچوں کے جذبات کو سمجھے,انکی بات سنے,انکے خیالات کو پرکھے اور صحیح راہ دکھائے۔
تلك عشرة كاملة
وما توفيقي الا بالله

برکات مدنی قافلہ

مدنی قافلہ کے مبارک اور ایمان افروز سفر کی روداد- قسط (1)

محمد ہاشم رضا مصباحی
متخصّص فی الفقہ جامعہ امام احمد رضا رتناگیری مہاراشٹر

۲۳ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ ۸ مارچ ۲۰۲۱ بروز ایمان افروز دوشنبہ

---

۵ مارچ بروز جمعہ بعد نماز فجر راہ میں عزیزم امان عطاری سلمہ اللہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے فقیر کو دوران گفتگو تین روزہ مدنی قافلہ میں سفر کرنے کا مشورہ دیا، میری بھی ایک عرصہ سے مدنی قافلہ کا سفر کرنے کی خواہش تھی لہذا میں نے مشورہ قبول کیا،

امان بھائی دعوتِ اسلامی کے سرگرم مبلغ ہیں، ہمارے سہسپور ہی میں نورانی مسجد کے پاس رہتے ہیں، وہ ایک زمانہ تک اس ماحول سے وابستہ نہیں تھے، لیکن گذشتہ دو برس پہلے ان کی زندگی میں ایک انقلاب آگیا اور وہ دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہوگیے، آج ماشاءاللہ وہ سہسپور میں اپنا تبلیغی مشن جارے رکھے ہوئے ہیں، ان کی تبلیغی کوششوں سے محلہ کے کئی نوجوان لڑکے اسلامی ماحول سے وابستہ ہوکر نمازی بن گیے اور قرآن پاک پڑھنا شروع کردیا ہے، فقیر سے خوشگوار تعلقات ہیں، وقتاً فوقتاً مسائل دینیہ پوچھتے رہتے ہیں، مطالعہ کے خوگر ہیں، دوران مطالعہ کہیں کوئی اشکال پیش آتا ہے رجوع کرتے ہیں، میں بھی خندہ پیشانی کے ساتھ ان کے جوابات حل کرنے کی کوشش کرتا ہوں،

اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے۔

مدنی قافلہ دعوت اسلامی کی اصطلاح میں:

دعوت اسلامی کی اصطلاح میں مدنی قافلہ سے مراد دعوت اسلامی کے بارہ مدنی کاموں میں سے ایک اَہَم ترین مدنی کام ہے، جس سے مُراد سات یا سات سے زیادہ اسلامی بھائیوں کا باہَم مل کر 3 دن، 12 دن، ایک ماہ، 63 دن، 92دن یا 12ماہ کیلئے راہِ خدا کا مسافِر بننا ہے،

مدنی قافلے مُسلمانوں کی اِصلاح، مَساجد کی آبادکاری، ساری دُنیا میں سُنتوں کی دھوم مچانے، نیکی کی دعوت عام کرنے اور ہر اسلامی بھائی کی مدنی تربیت کا بہترین ذریعہ ہیں،

(ماہنامہ فیضان مدینہ، شمارہ جمادی الاولی، ۱۴۳۹ھ)

سہسپور سے روانگی

۵ مارچ روز جمعہ ہی کو امان عطاری اور شاہ نواز عطاری صاحبان کے ساتھ ہم سہسپور سے دس بجے کے بعد روانہ ہوئے، سہسپور سے بلاری بذریعہ بیٹری رکشہ پھر وہاں سے سپر فاسٹ بس کے ذریعہ کندرکی پہنچے اور پھر کندرکی سے بیٹری رکشہ میں سوار ہوئے راہ میں مختلف علمی و دینی موضوعات پر گفتگو جاری تھی

سفر میں بھی تبلیغ:

چونکہ دعوت اسلامی کا مقصد ہی اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنا ہے، اسی مقصد کے تحت مبلغین کرام دنیا بھر میں نیکی کی دعوت عام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

"مسلمانوں تک نیکی کی دعوت پہنچانے کی کوشش عموماً دو طرح سے کی جاسکتی ہے،

(1)اجتماعی کوشش،

(2)انفرادی کوشش،

(1)اجتماعی کوشش:

"سنتوں بھرے اجتماع میں بیان کے ذریعے، علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت کی صورت میں اور کتابیں تحریر کر کے مسلمانوں تک نیکی کی دعوت پہنچانے (یعنی انہیں سمجھانے) کو اجتماعی کوشش کہتے ہیں۔

(2) **انفرادی کوشش:**

چند (مثلاً ایک، دو یا تین) اسلامی بھائیوں کو الگ سے نیکی کی دعوت دینے (یعنی انہیں سمجھانے) کو انفرادی کوشش کہتے ہیں۔

بانی دعوت اسلامی امیر اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ "دعوت اسلامی کا 99,90 فی صد کام انفرادی کوشش کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

(انفرادی کوشش میں ۲۵ حکایات عطاریہ)

امان بھائی اور شاہنواز عطاری صاحبان نے اسی مقصد کے تحت رکشہ میں بھی اپنا تبلیغی مشن جاری رکھتے ہوئے انفرادی کوشش شروع کی اور سیٹ پر بیٹھے ایک شخص کو نیکی کی دعوت دی، رکشہ ڈرائیور سے گفتگو کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ اپنے بھائی (جس کا ڈی جے کا کاروبار ہے) کے ڈی جے بھی پروگرامز میں بجاتا ہے، لہذا اس کو بھی انتہائی احسن انداز میں ڈے جے کے کام کو چھوڑنے کی تلقین کی، رکشہ ڈرائیور گفتگو سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

دعوت اسلامی والوں کی ایک پیاری عادت یہ بھی ہے کہ وہ سفر میں بھی نعت رسول کے نغمیں گنگناتے رہتے ہیں، چنانچہ امان بھائی نے مشہور نعت "ہر وقت تصور میں مدینہ کی گلی ہو" عاشقانہ انداز میں پڑھی، امان بھائی کی فرمائش پر میں نے بھی ایک نعت پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

#للوارہ ڈینگر پور میں:

تقریبًا بارہ بجے ہم لوگ للوارہ ڈینگر پور (مرادآباد) پہنچے جو ہمارے قافلے کی منزل ہے، للوارہ کی وسیع و عریض اور دلکش مدینہ مسجد میں ہمارا قیام تھا، مسجد میں داخل ہوئے تو قافلے کے دیگر شرکا سے ملاقات ہوئی جو مختلف مقامات سے ہم سے پہلے وہاں پہنچ چکے تھے، امیر قافلہ جناب عبد العظیم عطاری صاحب بھی وہاں پہنچ چکے تھے، مسجد کے خطیب و امام حضرت مولانا شارق صاحب قریبی گاؤں نانکار کے باشندہ ہیں۔

چوں کہ جمعہ کا دن تھا نماز کا وقت قریب ہو رہا تھا ہم نے جلد ہی غسل سے فراغت حاصل کر لی، اس کے بعد امام صاحب کے حجرہ میں داخل ہوئے، امام صاحب بڑی محبت سے پیش آئے حسن صورت و حسن سیرت کے جامع، بڑے با اخلاق اور کشادہ ظرف شخصیت کے مالک ہیں،

دوران گفتگو معلوم ہوا کہ وہ ہمارے عزیز محترم مولانا اختر مصباحی سنبھلی صاحب کے خاندانی رشتہ دار ہیں، امام صاحب نے جمعہ کی تقریر کے لیے فرمائش کی ہم نے معذرت کر لی۔

جمعہ کی اذان ہوگئ تو ہم مسجد میں داخل ہوئے، امام صاحب نے نماز میں بڑے اچھوتے انداز اور دلکش آواز میں قرات کر کے دلوں کو منور و مجلی کر دیا۔

#ظہرانے کی دعوت:

نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہم لوگ دعوت میں گیے جہاں ہمیں مدعو کیا گیا تھا، اور پر تکلف ظہرانہ کا اہتمام تھا۔

دعوت اسلامی میں زیادہ سے زیادہ سنتوں کو اپنانے کی ترغیب دی جاتی ہے، لہذا دعوت اسلامی والے ہر کام میں سنت طریقہ کو اختیار کرتے ہیں اور ہر کام میں اچھی اچھی نیتیں کرتے ہیں،

کھانا کھانے میں بھی سنتوں کو اپناتے ہیں اور کھانے سے قبل اچھی اچھی نیتیں مثلاً: "عبادت پر قوت حاصل کرنے کی نیت سے کھاؤں گا" وغیرہ کرتے ہیں،

جب ہم لوگ کھانے کے لیے بیٹھے تو کھانے سے قبل ایک مبلغ صاحب نے کھانے سے پہلے کی دعا: ''بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ " پڑھوائی،

اگر ان کے ساتھ کوئی بزرگ یا عالم دیں ہیں تو ان سے پہلے کھانا شروع نہیں کرتے ہیں، کھاتے وقت ان کے بیٹھنے کا انداز یہ ہوتا ہے کہ سیدھا پاؤں کھڑا اور الٹا بچھا کر بیٹھتے ہیں اور گھٹنوں سے لیکر پاؤں کے پنجوں تک چادر سے اچھی طرح ڈھک لیتے ہیں کھانا تین انگلیوں سے کھاتے ہیں اور ہر دو ایک لقمے پر یا،،واجد،، پڑھتے ہوئے کھاتے ہیں، کھانے میں کوئی کمی نہیں نکالتے ہیں،

کھانا کھانے کے بعد ایک مبلغ صاحب نے کھانے کے بعد کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ پڑھوائی کھانے سے فارغ ہو کر ہم لوگ واپس مسجد میں آ گیے۔

---------------جاری

کھیل کود کی اہمیت

از: عمران اشفاق

کھیل کود کی اہمیت سے کسے انکار ہو سکتا ہے۔ اس کے فوائد کیا ہیں، نقصانات کیا ہیں، کیا کھیلیں؟ کتنا کھیلیں؟ وغیرہ وغیرہ اس پر مختصر مگر جامع گفتگو کی کوشش کی جارہی ہے ان شاءاللہ یہ مضمون بچوں بڑوں دونوں کے ل یے یکساں مفید ہوگی۔

صحت پر کھیل کود کے اثرات

کہا جاتا ہے کہ ورزش سے بھی کہیں زیادہ مفید کھیل کود ہے۔ کھیل کود کے اثرات نہ صرف جسمانی صحت پر مرتب ہوتے ہیں بلکہ ذہنی نشوونما میں بھی اس کا اہم کردار ہے۔

کھیل ہر انسان کی جسمانی اور ذہنی صحت کے لئے بہت ضروری ہوتا ہے۔

بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ مسلسل محنت کرنے سے ہمارے جسم میں ایک زہر پیدا ہوجاتا ہے چنانچہ جب انسان دل بہلانے کے لیے کھیل کود کرتا ہے تو خوشی کا احساس ہوتا ہے اور اس زہر کا اثر ختم ہوجاتا ہے۔

کھیل ایک بہترین ورزش ہے جس سے انسان کو مجموعی صحت کو برقرار رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ مختلف کھیلوں میں باقاعدگی سے مشغول رہنا انسان کو مختلف دائمی بیماریوں سے بچاتا ہے۔ کھیل وزن کو قابو کرنے، خون کی گردش کو بہتر بنانے اور تناؤ کی سطح کو قابو کرنے میں بھی مددگار ہے۔ اس کے علاوہ، کھیل بہترین ذہنی اور جسمانی نشوونما کا باعث بنتے ہیں اور ہڈیوں کو مضبوط بناتے ہیں۔

شخصیت سازی

کھیل نہ صرف ہماری جسمانی طاقت کو بڑھاتے ہیں اور ہمیں تندرست رکھتے ہیں بلکہ یہ ہماری مجموعی شخصیت کے لیے بھی بہت کچھ کرتے ہیں۔ یہ کردار سازی، قائدانہ صلاحیتوں کو فروغ دینے اور اہداف کے تعین کی صلاحیت کو بہتر بنانے میں بھی مدد کرتے ہیں۔ ایک شخص جو باقاعدگی سے کھیلوں کی سرگرمیوں میں زیادہ مشغول رہتا ہے تو اس کی خود اعتمادی اور سماجی میل جول میں کافی اضافہ ہوتا ہے اور یوں اسے اپنی زندگی میں مثبت طور پر ترقی کرنے میں کافی مدد ملتی ہے۔

کھیل حوصلہ اور باہمی اعتماد کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ، یہ ہمیں فوری فیصلہ لینے میں بھی مدد کرتے ہیں اور ہمارے سوچنے کے عمل کو بہتر بناتے ہیں۔ کھیلوں سے ہی ہمارے اندر جیت اور شکست کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

کھیل بچوں میں اخلاقیات، نظم و ضبط، ذمہ داری سیکھنے اور باہمی اعتماد کا احساس پیدا کرتے ہیں۔ شخصیت کی تعمیر میں کھیلوں کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ کھیل انسان کو اپنی زندگی میں آنے والے اتار چڑھاؤ کا زیادہ خوبصورتی سے سامنا کرنا سکھاتے ہیں۔ ایک کھلاڑی اپنی زندگی ہمیشہ مثبت خیالات، اخلاقی اقدار اور معاشرے کی تمام برائیوں سے دور رہنے کے ساتھ گزارتا ہے۔

اس کے ذریعے لوگوں کے درمیان تعاون کا احساس پیدا کرنے میں مدد ملتی ہے اور اعتماد کی سطح بلند ہوتی ہے۔

کھیل ہی نظم و ضبط، وقت کی پابندی، ذمہ داری اور دوسروں کا احترام کرنے کی اہمیت سکھاتے ہیں۔ کھیل صحت مند معاشرے کی بنیاد رکھتے ہیں اور ایک ترقی یافتہ قوم کی تعمیر میں ان کی صلاحیتوں اور شخصیت کو نکھارتے ہیں۔

تخلیقی صلاحیت کا اظہار

کھیلوں کے ذریعے کسی بھی شخص میں پوشیدہ صلاحیت کو اظہار کا موقع ملتا ہے مزید یہ کہ ان صلاحیتوں کو تراشنے اور بہتر سے بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے۔

مندرجہ بالا عبارات سے کھیلوں کے فوائد اور اہمیت جان لینے کے بعد شرعی نگاہ سے کھیلوں کی تقسیم پر بھی گفتگو ناگزیر ہے۔ چنانچہ کھیلوں کی تین اقسام ہیں۔

1) جو شرع کو مرغوب ہیں:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ کی یاد سے تعلق نہ رکھنے والی ہر چیز لہو ولعب ہے، سوائے چار چیزوں کے: (۱) آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا (۲) اپنے گھوڑے سدھانا (۳) دو نشانوں کے درمیان پیدل دوڑنا (۴) اور تیر اکی سیکھنا سکھانا۔ (الجامع الصغیر)

نیزہ زنی اور بھالا چلانا ایک مستحسن کھیل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ میرے حجرے کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔ جب کہ کچھ حبشی نیزوں کے ساتھ مسجد کے باہر صحن میں نیزوں سے کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی چادر سے چھپا رہے تھے اور میں آپ کے کان اور کندھوں کے درمیان حبشیوں کو کھیلتے دیکھ رہی تھی۔ (صحیح بخاری)

دوڑ لگانا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ حضرت زبیر آگے نکل گئے، تو فرمایا: رب کعبہ کی قسم میں جیت گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد دوبارہ دوڑ کا مقابلہ ہوا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے نکل گئے، انھوں نے وہی جملہ دہرایا: ربِ کعبہ کی قسم میں جیت گیا۔ اسی طرح کشتی لڑنا بھی جائز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور پہلوان رکانہ سے کشتی کی۔

لہو ولعب کیا ہے؟

لہو ولعب کا مفہوم بیان کرتے ہوئے مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

بے فائدہ چیز میں مشغول ہو کر فائدہ مند چیز سے محرومی لہو یعنی کھیل کود کہلاتا ہے جبکہ ناجائز چیزوں سے خوشی حاصل کرنا لعب کہلاتا ہے۔

(تفسیر نعیمی جلد 7، ص 298)

2: جو شریعت میں صراحتاً ممنوع ہیں

شطرنج، نردشیر (چوسر) پرندوں یا جانوروں کو آپس میں لڑانا، بلا مقصد شکار کرنا، جوا لگانا، خود کو ہلاکت میں ڈالنے والے سب کھیل شرعاً ممنوع ہیں۔

3: جن کے بارے میں صراحتاً ممانعت نہ آئی۔

وہ تمام کھیل جن کے بارے میں بصراحت ممانعت نہ آئی مگر وہ چند شرائط کے ساتھ جائز ہیں۔

1) بے پردگی / مرد و زن کا اختلاط:

ایسا کھیل جس میں مرد اور عورت اکٹھے ہوں، بدنگاہی کا اندیشہ ہو یا ستر نہ ڈھکا ہوا ہو ایسا جائز کھیل بھی سخت ناجائز ہے۔

2) حرام کاموں کی آمیزش:

(اسراف، جوا، موسیقی) ایسا جائز کھیل جس میں موسیقی، جوا یا اسراف ہو وہ بھی سخت ممنوع ہے۔

3) کسی انسان یا حیوان کو تکلیف دینا:

ایسا کھیل جس سے کس ی انسان، جانوروں یا پرندوں کو نقصان پہنچ سکتا ہو تو بھ ی ممنوع ہے۔

4) نماز میں سستی/حقوق العباد کا تلف ہونا:

ایسا جائز کھیل جس میں نماز سے غفلت پیدا ہو یا بندوں کے حقوق تلف ہوں، سخت ممنوع ہیں۔

5) وقت کا ضیاع یا حد سے زائد مشغولیت:

ایسی مشغولیت جس سے وقت کا ضیاع ہو یا اتنی مشغولیت جس سے اس کھیل کی لت لگ جائے یہ بھی لہو و لعب میں داخل ہے۔

6) والدین کی نافرمانی:

اگر والدین اس کھیل سے منع کریں تو منع ہونا ضروری ہے، اگر والدین کی نافرمانی اس کھیل کی وجہ سے ہوئی تو ایسا کھیل یقینا ممنوع ہے۔

7) خود کو ہلاکت میں ڈالنا یا صحت پر اثرات:

ایسے تمام کھیل جن میں اپنی جان ک ی ہلاکت کا اندیشہ ہو ممنوع ہیں جیسے آزادانہ باکسنگ، یا عجیب و غریب خطرناک کھیل علاوہ ازیں صحت پر اثر انداز ہونے والے کھیل بھی ناجائز ہیں۔

8) تالیاں بجانا:

ایسا کھیل جس میں تالیاں بجانا یا کوئی کام جو کفار سے مشابہ ہو نوعیت کے اعتبار سے ممنوع ہوتا جائے گا۔ واللہ اعلم و رسولہ اعلم

کتنا کھیلیں؟

اتنا کھیلیں جس سے جسمانی و ذہنی نشو و نما میں مناسب مدد ملے نیز کھیل لہو و لعب ک ی حد تک نہ پہنچے اتنا کھیلنا جائز ہے۔

غوثِ پاک کی کرامات

تحریر: ابو حنین سید ثقلین البخاری

اللہ کریم کی قدرت کا یہ دستور ہے کہ لوگوں کی رہنمائی کے واسطے اپنے برگزیدہ بندوں کو بھیجتا رہا ہے، کبھی ان مبارک ہستیوں کا ظہور انبیاء کی صورت میں ہوا، تو کبھی اولیاء کرام کی صورت میں ہوتا رہا، جس طرح رب کریم نے انبیاء علیہم السلام کو معجزات عطا فرمائے کہ ان خرقِ عادت امور کو دیکھ کر لوگ ان کے قریب آئیں اور اللہ کے پیغام کو سن کر اس پر عمل کر سکیں، اسی طرح رب کائنات نے اپنے اولیاء کو بھی کرامات عطا فرمائی، تاکہ ان کرامات کو دیکھ کر لوگوں کے دل عقیدت سے جھک جائیں اور ان کی رہنمائی میں زندگی گزار سکیں۔

اولیاء کرام کی طویل فہرست کو دیکھا جائے تو ان میں ایک ہستی سب سے نمایاں نظر آتی ہے، ان کا نام سرکارِ بغداد حضورِ غوثِ پاک شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہے، آپ کی مبارک ہستی کو اللہ کریم نے وہ رتبہ عطا کیا جو کہ کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے، آج ہم غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کے بارے میں سنیں گے۔ کرامات کو بیان کرنے سے پہلے کرامت کہتے کسے ہیں آئیے سنتے ہیں، چنانچہ عارف باللہ، ناصح الامہ، حضرت سیدنا امام عبد الغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی کرامت کی تعریف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: کرامت سے مراد وہ خلافِ عادت امر ہے، جس کا ظہور تحدی و مقابلہ کے لئے نہ ہو اور وہ ایسے بندے کے ہاتھ پر ظاہر ہو جس کی نیک نامی مشہور و ظاہر ہو، وہ اپنے نبی کا متبع، درست عقیدہ رکھنے والا اور نیک عمل کا پابند ہو۔ (الحدیقۃ الندیۃ، ج 1، ص 292)

اس تعریف کے ذریعے صاحب کرامت میں پائی جانے والی شرائط سے بھی آگاہی حاصل ہوئی۔ ان شرائط کو اگر ہم با غور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں تلاش کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ شرائط آپ کی مبارک ذات میں بدرجہ اتم موجود ہیں، کہ آپ کی نیک نامی بھی شرق و غرب میں مشہور، آقائے دو جہاں کے متبع بھی ہیں، عقیدہ بھی ایسا درست کہ ان کا پیرو کار بھی صراطِ مستقیم کی راہ پر گامزن نظر آتا ہے، اور نیک اعمال کی پابندی بھی ایسی کہ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی۔ اللہ کریم نے آپ کو بیشمار کرامات سے نوازا تھا۔ بچپن ہی سے آپ کے وجود سے کرامات کا ظہور ہوتا رہا چنانچہ آپ کی والدہ ام الخیر فرماتی ہیں: جب میں نے اپنے صاحبزادے عبد القادر کو جنا تو وہ رمضان المبارک میں دن کے وقت میرا دودھ نہیں پیتا تھا، اگلے سال رمضان کا چاند غبار کی وجہ سے نظر نہ آیا، تو لوگ میرے پاس دریافت کرنے کے لیے آئے تو میں نے کہا میرے بچے نے دودھ نہیں پیا۔ پھر معلوم ہوا کہ آج رمضان کا دن ہے اور ہمارے شہر میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ سیدوں میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان المبارک میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا۔ (بھجۃ الاسرار، ص 172)

اللہ کریم نے آپ کے ہاتھ پر برسوں پرانے مردوں کو بھی زندہ فرمایا

چنانچہ ایک مرتبہ غوثِ پاک دریا کی طرف تشریف لے گئے، وہاں ایک 90 سالہ بڑھیا کو دیکھا جو زار و قطار رو رہی تھی، ایک مرید نے بارگاہِ غوثیت میں عرض کی مرشدی! اس ضعیفہ کا اکلوتا خوبرو بیٹا تھا، بیچاری نے اس کی شادی رچائی، دولہا نکاح کر کے دلہن کو اسی دریا میں کشتی کے ذریعے اپنے گھر لا رہا تھا کہ کشتی الٹ گئی اور دولہا دلہن سمیت ساری بارات ڈوب گئی، اس واقعہ کو آج بارہ سال گزر چکے ہیں مگر ماں کا جگر ہے کہ بیچاری کا غم جاتا ہی نہیں ہے، یہ روزانہ یہاں دریا پر آتی ہے اور بارات نہ پا کر رو دھو کر چلی جاتی ہے۔ غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کو اس بڑھیا پر بڑا ترس آیا، آپ نے اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا دیئے چند منٹ تک کچھ ظہور نہ ہوا، بے تاب ہو کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: یا اللہ اس قدر تاخیر کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد ہوا: اے میرے پیارے! یہ تاخیر خلافِ تقدیر نہیں ہے، ہم چاہتے تو ایک حکم "کن" دے کر تمام زمین و آسمان پیدا کر دیتے مگر حکمت کے پیشِ نظر چھ دن میں پیدا کئے، بارات کو ڈوبے بارہ سال ہو گئے ہیں، اب نہ وہ کشتی باقی رہی ہے نہ ہی اس

کی کوئی سواری، تمام انسانوں کا گوشت وغیرہ بھی دریائی جانور کھا چکے ہیں، ریزہ ریزہ کو اجزائے جسم میں اکھٹا کروا کر دوبارہ زندگی کے مرحلے میں داخل کر دیا ہے، اب ان کی آمد کا وقت ہے، ابھی یہ کلام اختتام کو بھی نہ پہنچا تھا کہ یکایک وہ کشتی اپنے تمام تر سازو سامان کے ساتھ بمع دولہا دلہن و باراتی سطح پر نمودار ہوگئی اور چند ہی لمحوں میں کنارے آلگی تمام باراتی سرکارِ بغداد سے دعائیں لے کر خوشی خوشی اپنے گھر پہنچے، اس کرامت کو سن کر بیشمار کفّار نے آآکر غوثِ پاک کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کیا۔

(سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار)

نکالا ہے پہلے تو ڈوبے ہوؤں کو
اور اب ڈوبتوں کو بچا غوثِ اعظم

غوثِ پاک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: جو کوئی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے یا مجھے پکارے تو میں اس کی مصیبت دور کروں گا اور جو کوئی میرے وسیلے سے اللہ سے اپنی حاجت طلب کرے گا اللہ پاک اس کی حاجت کو پورا فرمائے گا۔ (بهجة الاسرار، ص ۱۹۷)

جب بھی کوئی مشکل سامنے آن کھڑی ہو اللہ پاک کی بارگاہ میں غوثِ پاک کا وسیلہ پیش کر کے دعا مانگیں اللہ نے چاہا تو سب مشکلات کافور ہوں گی۔ مزید یہ کہ جو ان کے دامن سے وابستہ ہو جائے اللہ کریم اسے کیا کیا انعامات عطا فرماتا ہے چنانچہ شیخ ابو سعود عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہمارے غوثِ پاک اپنے مریدوں کے لیے قیامت تک اس بات کے ضامن ہیں کہ ان کا کوئی بھی مرید بغیر توبہ کئے نہیں مرے گا۔ (بهجة الاسرار ص ۱۹۱)

میری عرض ہے جن سے ممکن ہو غوثِ پاک کے مریدوں میں شامل ہو جائیں، کہ ان کی نسبت سے دنیا اور آخرت کی بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں، اللہ کریم ہم سب کو غوثِ پاک کے فیضان سے حصہ عطا فرمائے۔

10 اکتوبر 2022

درس حدیث ترجمہ وتشریح

اور اس کے تحت شرعی مسائل (قسط نمبر 154)

از قلم محمد مجیب قادری

---

(1) آقا علیہ السلام کے فرزند حضرت ابراہیم کی وفات کس ماہ میں ہوئی ؟

(2) دوسرے کی کسی چیز پر قبضہ جمانا یا ایسی چیز کی ملکیت کا دعویٰ کرنا جو اس کی نہیں شرعًا کیا حکم ہے ؟

(3) جو کسی کو کافر، فاسق، منافق یا اللہ کا دشمن کہہ کر پکارے اس پر شرعا کیا حکم ہے ؟

تفهيم الحديث والتشريح

رقم الحدیث ۱۵۴

کتاب العان، درس الحدیث ۱۵۴

نحمده و نصلي على رسوله الأمين

بسم الله الرحمن الرحيم

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي اللهُ عَنْه، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقولُ (لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ، وَهُوَ يَعْلَمُهُ، إِلَّا كَفَرَ، وَمَن ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا، وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ دَعَا رَجُلاً بِالْكُفْرِ، أَوْ قَالَ: يَا عَدُوَّ اللهِ، وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ).

كَذا عِنْدَ مُسْلِمٍ، وللبُخارِيِّ نَحْوَهُ

[رواه مسلم، عن أبي ذر رضي الله عنه في كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه وهو يعلم، برقم 61، والبخاري، عن أبي ذر رضي الله عنه أيضاً بلفظ: «ليس من رجل ادعى لغير أبيه وهو يعلمه إلا كفر بالله، ومن ادعى قوماً ليس له فيهم نسب، فليتبوأ مقعده من النار» في كتاب المناقب، باب، برقم 3508، و كتاب الأدب، باب ما يُنهى من السباب واللعن، برقم 6045، بلفظ: «لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق، ولا يرميه بالكفر، إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك]

معنى الحديث

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے جان بوجھ کر اپنی نسبت باپ کی بجائے کسی دوسرے کی طرف کی اس نے کفر کا ارتکاب کیا، جو کوئی کسی ایسی چیز کی ملکیت کا دعوی کرے جو اس کی نہیں ہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے، جس نے کسی کو کہا اے اللہ کے دشمن اور وہ ایسا نہ ہو تو یہ بات کہنے والے کی طرف لوٹ آئے گی،

مفردات الحديث

۱/ادَّعَى. جس نے دعویٰ کیا۔ جس نے اپنے آپ کو منسوب کیا۔

۲/وَلْيَتَبَوَّأْ. اور چاہے کہ وہ پکڑے۔

۳/مَقْعَدَهُ. اپنا ٹھکانہ۔

۴/عَدُوَّ اللهِ. اللہ کا دشمن۔

۵/حَارَعَلَيْهِ. لوٹا اس پر۔

مفہوم الحدیث

جو شخص جان بوجھ کر اپنی نسبت اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف کرتا ہے، یہ جرم شریعت کی نگاہ میں کفر کے مترادف ہے، جس نے کسی ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو حقیقتاً اس کی نہیں، اس جرم کے ارتکاب سے وہ شخص امت محمدیہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ اگر کسی نے کسی شخص کو اللہ کا دشمن کہہ کر پکارا اور اگر وہ ایسا نہ ہوا تو یہ بات کہنے والے کی طرف پلٹ آئے گی۔

احکام الحدیث

۱/ جان بوجھ کر کسی دوسرے خاندان کی طرف اپنی نسبت کا اظہار کرنا شرعاً ممنوع ہے اس پر سخت وعید سنائی گئی، شریعت میں اس کو کفر کے مترادف قرار دیا گیا ہے،

۲/ اگر لاعلمی کی بناء پر کسی دوسرے خاندان کی طرف نسبت مشہور ہو جاتی ہے تو اس پر شرعاً کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر کوئی تکلیف نہیں دیتا،

۳/ دوسرے کی کسی چیز پر قبضہ جمانا یا ایسی چیز کی ملکیت کا دعویٰ کرنا جو اس کی نہیں شرعاً ممنوع ہے، اس جرم کے ارتکاب سے انسان امت محمدیہ سے خارج ہو جاتا ہے،

۴/ جو کسی کو کافر، فاسق، منافق یا اللہ کا دشمن کہہ کر پکارے اور وہ ایسا نہ ہو تو یہ بات کہنے والے کی طرف لوٹ آئے گی،

۵/ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس دن حضور علیہ السلام کے فرزند ابراہیم نے وفات پائی سورج گھر گیا تو آپ نے لوگوں کو چھ رکوع اور چار سجدوں میں نماز پڑھائی (مسلم)

۶/ حضرت ابراہیم ذی الحجہ ۸ ھ میں مدینہ پاک میں پیدا ہوئے، سولہ ۱۶ یا اٹھارہ مہینے زندہ رہے اور منگل کے دن دس ربیع الاول یا جمادی الاول ۱۰ھ میں وفات پائی، اس دن سورج کو گرہن لگا۔ (لمعات و مرقات)

۷/ اس سے معلوم ہوا کہ ریاضی والوں کا یہ کہنا غلط ہے کہ سورج گرہن چاند کی ۲۸، ۲۷ یا ۲۹ ہی ہو سکتا ہے۔

۸/ اقا علیہ الصلاۃ والسلام دو رکعتیں پڑھائیں جس کی ہر رکعت میں تین رکوع اور دو سجدے کیے۔ اس سے پہلے گزر چکا کہ ہر رکعت میں دو رکوع تھے۔

(المرآۃ ج۲ ص ۱۰۷ مکتبۃ المدینۃ)

از قلم محمد مجیب قادری خادم دارالافتاء البرکاتی علماء فاونڈیشن شرعی سوال و جواب ضلع سرہانیپال

اہل بیت اور مسلک اہل سنت وجماعت (قسط ثانی)

از: محمد بلال ناصر عطاری

مشہور مفسّر القاضی المولوی ثناء اللہ پانی پتی المظہری (المتوفیٰ 1225ھ) اپنی کتاب "التفسیر المظہری" میں آیت تطہیر کے تحت پہلے وہ احادیث لائے جن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت میں سے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کیلئے آیت تطہیر کو تلاوت فرمایا___، لکھتے ہیں:

"ذهب ابو سعيد الخدری وجماعة من التابعين منهم مجاهد وقتادة وغيرهما الى انهم علي وفاطمة والحسن والحسين رضی الله عنهم لحديث عائشة قالت خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليه مرط «يعنى عليه صورة الرجل-منه رح» يعنى عليه صورة الرجل-منه رح مرحل من شعر اسود فجاء الحسن ابن علي فادخله ثم جاء الحسين بن علي فدخل معه ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء علي فادخله ثم قال إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا- رواه مسلم وحديث سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت هذه الاية ندع أبناءنا وأبناءكم ونساءنا ونساءكم وأنفسنا وأنفسكم دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال اللهم هؤلاء اهل بيتي رواه مسلم وحديث واثلة بن الأسقع انه صلى الله عليه وسلم تلا هذه الاية إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس الاية وقال لعلي وفاطمة وابنيهما اللهم هؤلاء اهل بيتي وخاصتي فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا- واخرج الترمذی وغيره عن عمر بن ابی سلمة وابن جرير وغيره عن أم سلمة ان النبی صلى الله عليه وسلم دعا عليا وفاطمة وحسنا وحسينا لما نزلت هذه الاية إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس فحللهم بكساء فقال اللهم هؤلاء اهل بيتي فاذهب عنهم وطهرهم تطهيرا"

ترجمہ:-(1) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین کی جماعت میں سے حضرت مجاہد و قتادہ رحمۃ اللہ علیہما اس طرف گئے ہیں کہ یہاں اہل بیت سے مراد حضرت علی و فاطمہ و حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں، ان کی دلیل حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ فرماتی ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صبح اس حال میں نکلے کہ آپ پر چادر تھی______ الخ". اس کو امام مسلم نے نقل کیا۔ {یہ حدیث طوالت کے ساتھ ماقبل میں گزر چکی ہے}۔

(2) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب یہ آیت "ندع ابناءنا و ابناءکم ونساءنا و نساءکم" نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی، فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اجمعین کو بلایا پھر فرمایا: "اے اللہ یہ میری اہل بیت ہیں"۔ اس کو امام مسلم نے روایت کیا۔

(3) حضرت واثلہ بن اسقع فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آیت تطہیر "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس ___ الخ" تلاوت فرمائی اور حضرت علی، فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اجمعین کیلئے فرمایا: "اے اللہ! یہ میری اہل بیت ہیں اور میرے خاص ہیں پس ان سے ناپاکی کو دور فرمادے اور انہیں خوب سُتھرا کردے"۔

(4) حضرت عمر بن ابی سلمہ اور ابن جریر وغیرہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں: جب یہ آیت "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس ___ الخ" نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی، فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم

اجمعین کو بلایا اور انہیں چادر سے ڈھانپ لیا اور عرض کی، اے اللہ! یہ میری اہل بیت ہیں پس تو ان سے رجس کو دور کر دے اور انہیں خوب ستھرا فرما دے۔

[التفسیر المظہری - سورۃ الاحزاب تحت الآیۃ 33 - حصہ 7 - صفحہ 338 - مکتبۃ الرشیدیۃ، الباکستان]

ان تمام روایات کو نقل کرنے کے بعد ان کے اطلاق پر کلام کرتے ہوئے علامہ ثناء اللہ پانی پتی، صاحبِ تفسیر المظہری رحمہ اللہ (المتوفی 1225ھ) فرماتے ہیں:

"هذه الأحاديث ونحوها لا تدل على تخصيص الحكم بهؤلاء الاربعة رضي الله عنهم ويأباه ما قبل الاية وما بعدها ويأباه العرف واللغة لان الأصل في استعمال اهل البيت لغة النساء واما الأولاد وغيرهم فانها يطلق عليهم تبعا لان لهم بيوتا متغائرة غالبا وقد قال الله تعالى حكاية عن قول الملائكة لسارة امرأة ابراهيم عليه السلام أتعجبين من أمر الله رحمت الله وبركاته عليكم أهل البيت والحق ما ذكرنا ان الاية يعم جميع اهل البيت وان كان سوق الكلام للنساء عن أم سلمة رضي الله عنها قالت في بيتي أنزلت إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت قالت فارسل رسول الله صلى الله عليه وسلم الى فاطمة وعلي والحسن والحسين فقال هؤلاء اهل بيتي فقلت يا رسول الله اما انا من اهل البيت قال بلى ان شاء الله- رواه البغوي وغيره هذا الحديث يدل على ان اهل البيت يعم كلهم و كلمة ان شاء الله للتبرك وقال زيد بن أرقم اهل بيته من حرم عليه الصدقة ال علي وال عقيل وال جعفر وال عباس وال الحارث بن عبد المطلب".

ترجمہ:- مذکورہ احادیث اور ان کی مثل احادیث اس بات پر دلالت نہیں کرتیں کہ حکم کا خاص ہونا ان چار نفوسِ قدسیہ کیساتھ ہے، آیت کا سیاق و سباق دونوں اس کا انکار کرتے ہیں اور عُرف و لغت بھی اس کا انکار کرتے ہیں، کیونکہ لغوی طور پر حقیقتاً اہل بیت کا استعمال بیویوں کیلئے ہوتا ہے پس بہرحال اولاد اور اس کے علاوہ پر اہل بیت کا اطلاق تبعًا ہوتا ہے کیونکہ غالب طور پر ان کے گھر جدا ہوتے ہیں اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے قول کو بطورِ حکایت ذکر فرمایا جو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ سے کہا تھا "کیا تم اللہ کے کام پر تعجب کرتی ہو، اے گھر والو! تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں"۔ اور حق یہ ہے جس کو ہم نے ذکر کیا کہ آیت جمیع اہل بیت کو شامل ہے، اگر چہ اس کلام کو بیویوں کیلئے چلایا گیا ہے، اُس روایت کی وجہ سے جو حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنھا سے ہے، فرماتی ہیں: "میرے گھر میں آیت تطہیر نازل ہوئی پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی، فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا پھر فرمایا "یہ میری اہل بیت ہیں"، (ام سلمہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں) میں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟ فرمایا: کیوں نہیں، ان شاءاللہ تعالیٰ۔ اس کو امام بغوی اور ان کے علاوہ نے روایت کیا۔ اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ لفظ اہل بیت سب کو شامل ہے اور کلمہ "ان شاءاللہ تعالیٰ" تبرک کیلئے ہے۔ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے جیسے آل علی، آل عقیل، آل جعفر، آل عباس، آل حارث بن عبد المطلب۔

[التفسیر المظہری - سورۃ الاحزاب تحت الآیۃ 33 - حصہ 7 - صفحہ 338 + 39 - مکتبۃ الرشیدیہ، الباکستان]

ہم جنس پرستی

محمد مجیب قادری

ہم جنس پرستی یعنی ایک مرد کا دوسرے مرد سے یا ایک عورت کا دوسری عورت سے جنسی خواہش کی تکمیل کرنا شرعا کیا حکم ہے ؟

السلام علیکم ورحمته الله وبرکاته

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ
عورت کی عورت سے اس قدر محبت ہو جائے جو درست نہیں اور گناہ سرزد ہو جائے تو کیا ازالہ ہے ؟، کیسے توبہ کی جائے ؟ اور بعد ازیں دونوں نادم ہیں خود کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں تو کیا بات چیت کی گنجائش ہے الگ الگ شہر میں رہائش ہے،

اور لازم فرمائیں کس قدر بات چیت اور ملنے کی گنجائش ہوگی ؟ کیوں کہ بہت عرصہ کا تعلق ہے چھوڑنا ناممکن ہے۔ یعنی عید و خوشی کے موقع پر دکھ سکھ کے موقع پر تو کیسے ملا جائے گا گلے ملنا و بوسہ دینا وغیرہ کس حد تک یہ معاملات کی اجازت ہے تفصیلا واضح فرما دیں؟
سائلہ ثانیہ عباس شہر دارلسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ پاکستان

نحمده و نصلی علی رسوله الأمین
وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته
الجواب بعونه تعالی عز وجل

۱/ اللہ سبحانہ و تعالی کی بارگاہ میں سچے دل سے تائب ہوجائے فرائض کے ساتھ نوافل کی کثرت اور صدقہ واجبہ کے ساتھ صدقہ نافلہ ادا کرے. اور آئندہ کے لئے عزم مصمم کرلے کہ یہ گناہ کبھی نہیں کرنی ہے

۲/ بات چیت کرنے اور دیگر معاملات میں کوئی حرج نہیں ہے عیدین یا ملاقات کے وقت بوسہ لینا جائز نہیں ہے۔ واضح رہے کہ ہم جنس پرستی یعنی ایک مرد کا دوسرے مرد سے یا ایک عورت کا دوسری عورت سے جنسی خواہش کی تکمیل کرنا قطعًا جائز نہیں ہے، اگر بالفرض نفسانی خواہشات پر قابو نہ ہو تو کسی دیندار لڑکے سے نکاح کرلے کیوں کہ غیر شرعی طریقے پر خواہش کی تکمیل بہرحال ناجائز و حرام ہے

حدیث پاک میں ہے
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من وجدتموه یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به الخ
(ترمذی، رقم:۱۴۰۶، باب ماجاء فی حد اللوطیؒ)
روایت ہے حضرت عکرمہ سے وہ حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم جسے قوم لوط کا کام کرتے پاؤ تو فاعل و مفعول دونوں کو قتل کردو (ترمذی، ابن ماجہ)

اس جملہ میں من سے مراد ہر مجرم ہے شادی شدہ ہو یا کنوارا اور پانے سے مراد صرف دیکھنا نہیں بلکہ جاننا ہے یعنی جس شخص کا اغلام ثابت ہوجائے۔ اغلام ثابت ہونے کے لیے دو گواہ یا ایک بار اقرار کافی ہوگا دوسرے جرموں کی طرح کیونکہ یہ زنا نہیں اس کی سزا زنا کی سی ہے۔ خیال رہے کہ یہاں لڑکے سے بدکاری مراد ہے، اجنبی عورت سے دبر میں بدفعلی کرنے کا حکم یہ نہیں کیونکہ یہ عمل قوم لوط نہیں، اپنی بیوی سے دبر میں وطی حرام ہے مگر اس پر بھی یہ سزا نہیں۔ (از مرقات مع الزیادۃ)

خیال رہے کہ امام اعظم کے نزدیک لواطت میں حد نہیں بلکہ تعزیر ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالی بطور تعزیر قتل کے لیے ہے، صاحبین اور امام شافعی کے ہاں لواطت کا حکم زنا کا سا ہے کہ فاعل اگر محصن ہے تو رجم کیا جائے گا اور اگر غیر محصن ہے تو سو کوڑے کھائے گا، امام مالک و احمد کے نزدیک بہرحال رجم کیا جائے گا محصن ہو یا غیر محصن مگر امام اعظم کا قول بہت قوی ہے کیونکہ یہاں سزا قتل تجویز فرمائی گئی، زنا کی سزا قتل نہیں،

(المرأة ج۵ ص ۴۸۳ مکتبۃ المدینۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی روایت کے الفاظ ہیں

اقتلوا الفاعل والمفعول به احصنا اولم يحصنا

کرنے والے اور جس کے ساتھ کیا دونوں کو قتل کر دو شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ

(ابن ماجہ ۲۵۶۲)

دو عورتوں کا باہم لطف اندوز ہونا اور جنسی لذت حاصل کرنا بھی ناجائز اور حرام عمل ہے،

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں

اگر دو عورتیں ہم جنسی کا عمل کرتی ہیں تو دونوں زانی اور ملعون ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے (اذا اتت المرأة فهما زانيتان)

جب دو عورتیں ہم جنسی کا عمل کرتی ہیں تو دونوں بدکار ہوتی ہیں

جنسی لذت کہ تسکین کی ایک صورت استلذاذ بالید (ہاتھ کے ذریعے لطف اندوز ہونا) مشت زنی ہے، مالکیہ، شافعیہ، حنفیہ، جمہور علماء کا مذہب ہے کہ مشت زنی حرام ہے اور یہی مذہب صحیح مذہب ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے

(والذين هم لفروجهم حفظون الا على ازواجهم اوماملكت ايمانهم فانهم غير ملومين ابتغى وراء ذلك فاولئك هم العادون)

اور کامیاب ہونے والے مومن وہ لوگ ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں اور زیر ملکیت لونڈیوں کے کہ ان پر محفوظ نہ رکھنے میں وہ قابل ملامت نہیں ہے البتہ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہ یہ عادت پھلانگنے والے ہیں امام ابن کثیر تحریر فرماتے ہیں

امام شافعی نے اور جنھوں نے ان کی موافقت کی ہے اسی آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے کہ مشت زنی حرام ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ مغربی سماجی نظام میں بگاڑ ہے تو مسلمانوں کے موجودہ سماج میں بھی بگاڑ ہے تاہم دونوں کے درمیان ایک واضح فرق ہے. مسلم سماج کا بگاڑ اسلام سے انحراف ہے جبکہ مغربی سماج کا بگاڑ عین اس کے اصولوں پر عمل کرنے کا نتیجہ ہے

کسی مرد کی مرد اور عورت کی عورت سے شادی کو قانونی تحفظ دے رکھا ہے اب ان کی کوشش ہے کہ مسلم ممالک میں بھی اس فعل بد کو جرم نہ سمجھا جائے اور اس کے لیے وہ اپنے تمام وسائل استعمال کر رہے ہیں

اللہ تعالی مسلمانوں کو حق پر قائم رہنے اور جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے سے کفار کی اللہ تعالی سے اعلانیہ بغاوت کو کچلنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ اب اللہ تعالی کا قانون آسمانی عذاب کی بجائے مسلمانوں کے ہاتھوں سزا دینا ہے

ان سے لڑو اللہ انھیں تمہارے ہاتھوں سے سزا دے گا۔ (التوبہ)

مسلمانوں کے بگاڑ کا حل یہ ہے کہ وہ اسلام کے چھوڑے ہوئے اصول کو دوبارہ اختیار کریں۔

والله ورسوله اعلم بالصواب

مفتی محمد مجیب قادری

لہان 18 خادم دار الافتاء البرکاتی علماء فاونڈیشن شرعی سوال و جواب ضلع سرہانیپال

بچے اور قرآن پاک

محرر: محمد عادل عطاری

الحمد للہ ہم مسلمان ہیں اور ایک مسلمان کے ل یے سب سے بڑا تحفہ اسکے رب کی طرف سے قران پاک ہے۔
تو پیارے بچوں! قران پاک وہ برکت والی کتاب ہے کہ جس کو دیکھنا نیکی، جس کو پاکی کی حالت میں چھونا نیکی، جس کو درست پڑھنا ن یکی، جس کو درست سننا نیکی اور جس کو درست یاد کرنا بھی نیکی ہے۔
یہ وہ برکت والی کتاب ہے جو دنیا میں ہمیں رب تعالی کا سیدھا راستہ دکھاتی ہے اور یہی وہ کتاب ہے جو کل بروز قیامت ہماری کامیابی کا بہت اہم ذریعہ ہے۔
یہی وجوہات تھیں کہ ہمارے بزرگان دین قرآن پاک سے بہت محبت فرماتے تھے، خود بھی پابندی سے قرآن پاک پڑھا کرتے اور اپنے بچوں کو بھی سب سے پہلے قرآن پاک کی تعلیم دیتے،
تو پیارے بچوں ہمیں بھی تو قرآن پاک کی برکتیں حاصل کرنی ہیں نا تو سب سے پہلے قرآن پاک سے محبت کرنا شروع کیجیے اور کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہم کس طرح قرآن پاک سے محبت کر سکتے ہیں؟
آئیے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ قران سے محبت کیسے کی جائ
تو پیارے بچوں قرآن پاک سے محبت کا بہت آسان اور بہت بابرکت طریقہ خوب اس کی تلاوت کرنا ہے کیونکہ جب ہم قرآن پڑھیں گے تو ہی ہمیں برکتیں ملیں گی اور جتنا زیادہ پڑھیں گے اتنی برکتیں ملیں گی تو قرآن پاک کو خوب پڑھنے کی نیت کیجئے
اور ہاں یہ بھی یاد رکھیے کہ قران پاک کو یاد کر لینے کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے آئیے میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "جو قران پڑھے پھر اسے یاد رکھے، اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے، اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کے گھر والوں میں سے ایسے دس آدمیوں میں اس کی شفاعت قبول فرمائ گا جن کے لیے دوزخ ضروری ہو چکی"۔
(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد:3 حدیث نمبر:2141)
سبحان اللہ؛ قرآن پاک یاد کرنے والا کس قدر خوش قسمت ہے کہ اس کی تو مغفرت ہوگی ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی سفارش سے اور لوگ بھی بخشے جائیں گے۔
اور قران کریم یاد کرنے سے جنت میں بھی اونچا درجہ ملے گا جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرآن والے سے کہا جائ گا پڑھ اور چڑھ اور یوں ہی آہستگی سے تلاوت کر جیسے دنیا میں کرتا تھا آج تیرا ٹھکانہ اور مقام وہاں ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے".
(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد:3 حدیث نمبر:2134)

تو جسے قرآن پاک جتنا زیادہ یاد ہو گا اسے جنت میں درجات بھی اتنے زیادہ ملیں گے
پیارے بچوں یہ بات یاد رکھیں قران پاک یاد کرلینا بہت آسان ہے
لیکن اسے یاد رکھنا بہت مشکل ہے کیونکہ جس طرح قرآن پاک جلدی یاد ہو جاتا ہے اسی طرح اگر یاد کی ہوئی آیات کو نہ پڑھا جائے تو یہ بہت جلدی ذہن سے نکل بھی جاتا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا"

قران کی نگرانی رکھو(یعنی قرآن شریف کی نگرانی کرنے سے مراد ہے اس کا دور کرتے رہنا،اس کی تلاوت کی عادت ڈالنا،خصوصًا حافظ صاحبان کے لیے ظاہر یہ ہے کہ قرآن سے مراد الفاظ قرآن،معانی قرآن علوم قرآن اور مسائل قرآن سب ہی ہے یعنی حفاظ اپنے حفظ کی،قاری صاحبان تجوید کی،علماء علوم قرآنیہ کی تجدید و تکرار کرتے رہیں،ورنہ بھول جانے کا اندیشہ ہے۔)

اسی حدیث شریف میں مزید پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں" اس کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ قرآن رسی میں بندھے اونٹ سے زیادہ بھاگ جانے والا ہے"(یعنی جیسے اونٹ کو باندھنے کے باوجود اس سے غافل نہیں ہوتے اسی لیے قرآن شریف حفظ کرنے کے باوجود اپنے یاد پر اعتماد نہ کرو،یہ بہت جلد بھول جاتا ہے کیوں نہ ہو کہ کلام الٰہی قدیم اور ہم حادث،ہم کو اس سے نسبت ہی کیا ہے یہ رب تعالٰی کی مہربانی ہے کہ ہم اسے سیکھ لیتے ہیں اور یہ ہمارے ذہنوں میں سما جاتا ہے تو ہماری ذرا سی غفلت اور لاپرواہی سے یہ نعمت ہم سے جاتی رہے گی).

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح جلد:3 حدیث نمبر:2187)

تو پیارے بچوں قران کریم کو اچھی طرح یاد بھی کرنا ہے اور اس کے بعد اس کی حفاظت بھی کرنی ہے

اللہ کریم ہم تمام کو قران پاک کی برکتیں زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

` حضرت سیدنا شیخ محمد بن سلیمان الجزولی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں سفر پر تھا، ایک مقام پر نماز کا وقت ہو گیا، وہاں کنواں (well) تو تھا، مگر ڈول (buckst) اور رسی (rope) نہیں تہی - میں اس فکر میں تھا کہ ایک مکان کے اوپر سے ایک بچی نے جھانکا اور پوچھا: آپ کیا تلاش کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: بیٹی رسی اور ڈول - اس نے پوچھا آپ کا نام؟ کہا: محمد بن سل یمان جزولی - بچی نے ح یرت سے کہا: آپ وہی ہیں جن کی شہرت کے ڈنکے بج رہے ہیں مگر حال یہ ہے کہ کنویں سے پانی بھی نہیں نکال سکتے! یہ کہہ کر اس نے کنویں میں تھوک دیا، کمال ہو گیا! آنا فانا پانی اوپر آگیا - آپ رحمتہ اللہ عل یہ نے وضو کرنے کے بعد اس بچی سے فرمایا، بیٹی! سچ بتاؤ تم نے یہ کمال کس طرح حاصل کیا؟ کہنے لگی : میں بکثرت درود شریف پڑہتی ہوں اسی کہ برکت سے یہ کرم ہوا ہے -

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس، بچی سے متاثر ہو کر میں نے عہد کیا کہ درود شریف کہ متعلق کتاب لکھوں گا پھر آپ نے درود شریف کی کتاب دلائل الخیرات لکھی -

سبحان اللہ دیکھا آپ نے اس بچی کو اپنے پیارے رسول، رسول مقبول، بی بی آمنہ کے مہکتے ہوئے پھول، پر درود پاک پڑھنے ک ی کیسی برکت ملی کہ اس کے تھوک ڈالنے سے کنویں کا پانی بڑھ گیا - اس بچی کی طرح ہمیں بھی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود پاک پڑھنے کی عادت بنانی چاہیے - ہم چاہیے کھڑے ہوں چل رہے ہوں بیٹھے ہوں ہماری کوشش یہی ہونی چاہیے کہ درود شریف پڑھتے رہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ ایک سفر میں تھے راستے میں ایک جگہ ٹھرے اور کھانے کے لیے دستر خوان بچھایا اتنے میں ایک چرواہا (بکریاں چرانے والا) وہاں آگیا آپ رضی اللہ عنھما نے ارشاد فرمایا اءیے دسترس خوان سے آپ بھی کچھ لے لیجئے عرض کی میرا روزا ہے -

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ک یا تم اس سخت گرمی کے دن میں روزا رکھے ہوے ہو جبکہ تم ان پہاڑوں میں بکریاں چرا رہے ہو، اس نے کہا اللہ کی قسم میں یہ اس وجہ سے کر رہا ہوں کہ۔ زندگی کے گزرے ہوئے دنوں کی تلافی (بدلہ ادا) کر لوں -

اپ رضی اللہ عنھما نے اس کی پرہیز گاری کا امتحان لینے کے ارادے سے فرمایا:

تم اپنی بکریوں میں سے ایک بکری ہمیں بیچ دو؟

اس کی قیمت اور گوشت بھی تمہیں دے گے تاکہ تم اس سے روزہ افطار کر سکو،

اس نے جواب دیا یہ بکریاں میری نہیں ہیں,

آپ رض ی اللہ عنہا نے آزمانے کے لیے ارشاد فرمایا اپنے مالک سے کہ دینا بھیڑیا ان میں سے ایک کو لے گیا ھے غلام نے کہا تو:

پھر اللہ تو دیکھ رہا ہے وہ تو حقیقت کو جانتا ھے اس پر میری پکڑ فرمائے گا

جب آپ رضی اللہ عنہ مدینے واپس تشریف لائے تو اس کے مالک سے غلام اور ساری بکریاں خرید لیں

پھر چرواہے کو آزاد کر دیا

اور بکریاں بھی اسے تحفے میں دے دیں -

سچ بولنے سے دنیا و آخرت دونوں میں عزت ملتی ہے

سچ بولنے والا ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے کیوں کہ

سانچ کو آنچ نہیں ھے یعنی سچ بولنے والے کو کوئی خطرہ نہیں ہے -

عملاً اسلام کو اپنائیے!

اللہ جل جلالہ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان اور پھر کرم بالائے کرم یہ کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی کیا

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کا یہ حق ہے کہ

ہم اپنی حیات کے آخری لمحے تک، شریعت مصطفٰی پر عمل پیرا رہیں۔ زندگی کا اک اک پل رہ جنت کی طرف ہمارا سفر آسان بنانے والا ہو۔ ہمارے لیل و نہار قرب الٰہی کی اعلیٰ منازل کو پا لینے میں صرف ہوں۔ ہمارا ہر عمل ہمیں جہنم میں جانے سے روک دینے والا ہو۔ ہماری روحانیت روز افزوں ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔ ہمارے اعمال و افعال اس بات پر شاہد ہوں کہ

ہم جنت کے متلاشی ہیں

قلب مصطفی کی راحت بننے کے پیاسے ہیں

اولیاء کی صفات کو دل و جان سے اپنانا چاہتے ہیں

بارگاہ الٰہی میں سرخروئی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

ہمیں امتی ہونے کا حق ادا کرنے کے لئے مندرجہ بالا نکات کو اپنے عمل میں لازمی کانا چاہئیے

آج ایک ایسا عمل آپ کے ساتھ شئیر کرنا ہے۔ جس کو اگر اس طریقے سے کیا جائے جو آگے بیان ہو گا

تو انشاء اللہ اس کا فائدہ نسلوں میں جائے گا۔ دنیا بھی اچھی ہو گی اور آخرت میں بھی کامیابی قدم چومے گی۔

میں نے کچھ دن پہلے ایک عالمی مذہبی تنظیم سے وابستہ، ایک باعمل نعت خواں کی صاحبزادی کی ولادت کا ایک سال مکمل ہونے پر منعقد ہونے والی سالگرہ کی تقریب دیکھی

سالگرہ میں ماشاءاللہ کیا کیا اعمال سرانجام دیئے گئے

1. محفل مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد

2۔ ملک کے معروف، باعمل اور خوبصورت آواز کے مالک نعت خوانوں کا مدح سرائی کرنا

3. وعظ و نصیحت سے بھرپور بیان

4. اعزا و اقارب کو اس خوبصورت بزم کا حصہ بنانا

5. تمام تر ایکٹیویٹیز کا شریعت کے مطابق ہونا

یہ ہے اسلام کا حسن۔ یہ ہے مذہب کو دل و جان سے چاہنا۔ یہ ہے ہر حال میں اپنی "لو" اللہ اور اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے لگائے رکھنا۔

قرآن کہتا ہے "ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً"

اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ

ہمیں اپنے نظام حیات کو اسلام کی روشنی میں گزارنا ہو گا ہمیں اپنے رویوں کو شریعت کی پاسداری کا دامن دینا ہو گا

عمل علی اصول الاسلام، انشاء اللہ دونوں جہاں میں فلاح کا سبب بن جائے گا

اللہ جل جلالہ ہمیں اپنے مقربین بندوں میں شامل فرمائے آمین

ہماری دوسری اردو کتابیں

بہار تحریر (اب تک چودہ حصے)۔عبد مصطفی آفیشل	اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟۔عبد مصطفی
اذان بلال اور سورج کا نکلنا۔عبد مصطفی	عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)۔عبد مصطفی آفیشل
گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!۔عبد مصطفی	شب معراج غوث پاک۔عبد مصطفی
شب معراج نعلین عرش پر۔عبد مصطفی	حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ۔عبد مصطفی
ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت۔عبد مصطفی	مقرر کیسا ہو؟۔عبد مصطفی
غیر صحابہ میں ترضی۔عبد مصطفی	اختلاف اختلاف اختلاف۔عبد مصطفی
چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ۔عبد مصطفی	بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)۔کنیز اختر
سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)۔عبد مصطفی	حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق۔عبد مصطفی
عورت کا جنازہ۔جناب غزل صاحبہ	ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی۔عبد مصطفی
آئیے نماز سیکھیں (حصہ 1)۔عبد مصطفی	قیامت کے دن لوگوں کو کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔عبد مصطفی
محرم میں نکاح۔عبد مصطفی	روایتوں کی تحقیق (پہلا حصہ)۔عبد مصطفی
روایتوں کی تحقیق (دوسرا حصہ)۔عبد مصطفی	بریک اپ کے بعد کیا کریں؟۔عبد مصطفی
ایک نکاح ایسا بھی۔عبد مصطفی	کافر سے سود۔عبد مصطفی
میں خان تو انصاری۔عبد مصطفی	روایتوں کی تحقیق (تیسرا حصہ)۔عبد مصطفی
جرمانہ۔عبد مصطفی	لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ؟۔عبد مصطفی
تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام۔عرفان برکاتی	اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)۔عرفان برکاتی
کلام عبید رضا۔عبد مصطفی آفیشل	مسائل شریعت (جلد 1)۔سید محمد سکندر وارثی
اے گروہ علما کہ دو میں نہیں جانتا۔مولانا حسن نوری گونڈوی	سفرنامہ بلاد خمسہ۔عبد مصطفی
منصور حلاج۔عبد مصطف ی	مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں۔علامہ وقار رضا قادری
مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں۔مولانا محمد سل یم رضوی	سفرنامہ عرب۔مفت ی خالد ایوب مصباحی شیرانی
تحریرات لقمان۔علامہ قاری لقمان شاہد	من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق۔زبیر جمالوی
طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت۔مفتی خالد ایوب مصباحی	فرضی قبریں۔عبد مصطفی
سنی کون؟ وہابی کون؟۔عبد مصطفی	علم نور ہے۔محمد شعیب جلالی عطاری